خیابانِ ام

حامد امروہوی

خیابان ادم

خیابانِ ارم

(حمد، نعت، منقبت)

حامد امروہوی

© حامدؔ امروہوی ۲۰۰۰ء

مصنف ———— مرزا حامد حسین حامدؔ امروہوی
کتاب ———— خیابانِ ارم
موضوع ———— حمد و نعت و مناقب
تعداد ———— ایک ہزار
بار اوّل ———— ۲۰۰۰ء / ۱۴۲۱ھ
کتابت ———— عبید الرحمٰن المحمدی، نئی دہلی ۲۵ فون ۶۹۴۷۶۰۳۱
زیر اہتمام ———— اسلامک بک فاؤنڈیشن
قیمت ———— ۱۵۰/ روپے یا
۵ ڈالر

<u>ملنے کا پتا</u>

ہندستان میں : اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۱۷۸۱ حوض سوئیوالان
نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

امریکہ میں :

HAMID M. HUSAIN
1555 AMY AVENUE
GLENDALE HEIGHTS
I L 60139 USA
Telephone: (630)858-8058

انتساب

اپنے والدِ محترم

حافظ محمد عبدالرؤف رؤفؔ امروہوی علیہ الرحمۃ

کے نام

جنھوں نے اپنی پوری زندگی درویشانہ سادگی کے ساتھ بسر کی اور دس سال تک نعت خوانی کی محفل بلاناغہ کرتے رہے۔ عشقِ رسولؐ کی اس نعمت سے ایک ذرّہ مجھے بھی اُن کے فیضِ تربیت سے نصیب ہو گیا ہے جسے میں توشۂ آخرت اور سرمایۂ سعادت سمجھتا ہوں۔

خاکسار
حامد حسین حامدؔ

۲۹ر محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حامد حسین حامدؔ امروہوی ایک مقبول و معروف شاعر ہیں اور اُن کا اختصاص یہ ہے کہ وہ اپنی شعری صلاحیت کو حمد و نعت لکھنے میں زیادہ صرف کرتے ہیں۔ اُن کے نعتیہ کلام کا ایک مجموعہ "مدحت کے پھول" شائع ہو کر مقبول ہو چکا ہے، دو ہی برسوں میں اس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا اور اب دوسرا ایڈیشن زیرِ طبع ہے۔ مدحت کے اِن پھولوں میں عقیدت کی مہک ہے جو مشامِ جاں کو سرشار کرتی ہے۔ اُن کو یہ بھی سعادت نصیب ہوئی کہ اُن کی ہجرت کے ساتھ امریکہ میں نعت گوئی اور نعت خوانی کی روایت کو فروغ ملا ہے اور اب امریکہ کے مختلف شہروں میں نعتیہ مشاعرے ہو رہے ہیں جن میں حامدؔ امروہوی اور ان کی بیگم مخفیؔ شریک ہوتی ہیں، اپنا نعتیہ و حمدیہ کلام پیش کر کے سامعین کے دلوں میں حبِ رسولؐ کی جوت جگاتے ہیں۔

جیسا کہ "مدحت کے پھول" کے پیش لفظ میں راقم الحروف نے، اور دوسرے عالی مرتبت صاحبانِ فکر و نظر نے بھی لکھا ہے، حامدؔ کو حُبِّ رسول کی یہ قابلِ رشک دولت ورثے میں ملی ہے۔ اُن کے والد محترم حسّان الہند حضرت رؤفؔ امروہوی علیہ الرحمۃ خاصانِ خدا میں سے تھے، اُن کی تقریباً پوری شعوری زندگی نعت گوئی اور نعت خوانی ہی میں بسر ہوئی۔ آج بھی اُن کے مزار پر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

یہیں سے نغمہ ہائے نعت کی لہریں سی اُٹھتی ہیں
رؤفِ زار کی تربت یہیں معلوم ہوتی ہے

حضرت رؤفؔ نے اپنی اولاد کی تربیت بھی اس طرح کی ہے کہ محبتِ رسول اُن کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حامد حسین حامد امروہوی ایک مقبول و معروف شاعر ہیں اور اُن کا اختصاص یہ ہے کہ وہ اپنی شعری صلاحیت کو حمد و نعت لکھنے میں زیادہ صرف کرتے ہیں۔ اُن کے نعتیہ کلام کا ایک مجموعہ "مدحت کے پھول" شائع ہو کر مقبول ہو چکا ہے، دو ہی برسوں میں اس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا اور اب دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے۔ مدحت کے ان پھولوں میں عقیدت کی مہک ہے جو مشامِ جاں کو سرشار کرتی ہے۔ اُن کو یہ بھی سعادت نصیب ہوئی کہ اُن کی ہجرت کے ساتھ امریکہ میں نعت گوئی اور نعت خوانی کی روایت کو فروغ ملا ہے اور اب امریکہ کے مختلف شہروں میں نعتیہ مشاعرے ہو رہے ہیں جن میں حامد امروہوی اور ان کی بیگم مخفی شریک ہوتی ہیں، اپنا نعتیہ و حمدیہ کلام پیش کر کے سامعین کے دلوں میں حبِّ رسول کی جوت جگاتے ہیں۔

جیسا کہ "مدحت کے پھول" کے پیش لفظ میں راقم الحروف نے، اور دوسرے عالی مرتبت صاحبانِ فکر و نظر نے بھی لکھا ہے، حامد کو حُبِّ رسول کی یہ قابلِ رشک دولت ورثے میں ملی ہے۔ اُن کے والد محترم حسّان الہند حضرت رؤف امروہوی علیہ الرحمۃ خاصانِ خدا میں سے تھے، اُن کی تقریباً پوری شعوری زندگی نعت گوئی اور نعت خوانی ہی میں بسر ہوئی۔ آج بھی اُن کے مزار پر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

یہیں سے نغمہ ہائے نعت کی لہریں سی اُٹھتی ہیں
رؤفِ زار کی تربت یہیں معلوم ہوتی ہے

حضرت رؤف نے اپنی اولاد کی تربیت بھی اس طرح کی ہے کہ محبتِ رسول اُن کی

رگ و پے میں بس گئی ہے، بچوں کی جو عمر کھیل کود میں بسر ہوتی ہے ان کا وہ زمانہ بھی نعت خوانی اور نعت گوئی میں ہی گزرا ہے۔ چونکہ یہ اُن کا کوئی "کاروبار" نہیں رہا اس لیے اللہ نے مقبولیت بھی عطا کی ہے اور کلام میں بھی کیف و سرور پیدا کر دیا ہے۔

حامدؔ کی نعت گوئی کو فنّی پیمانوں میں ناپنے تولنے کی ضرورت نہیں۔ یہ تو "شعر مرا بہ مدرسہ کہ بُرد" والی بات ہو جائے گی۔ مثنوی مولانائے رومؒ کی ایک حکایت یاد کیجیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جنگل میں ایک گڈریے کو دیکھا جو بکریاں چرا رہا تھا اور خود کلامی کے انداز میں بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ

" اللہ میاں اگر تم میرے گھر آؤ تو میں تمھارے بالوں میں کنگھی کروں گا، گرم گرم دودھ پلاؤں گا، تمھارے ہاتھ پانو دباؤں گا۔" وغیرہ، ایسی ہی بے سروپا باتیں اپنی دھن میں کہہ رہا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ باتیں سنیں تو اُس چرواہے کو ڈانٹا کہ یہ کیا خرافات بک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب باتوں سے پاک ہے، ایسی باتیں کرنا گناہ ہے۔ یہ تنبیہ سن کر وہ بہت پریشان اور شرمندہ ہوا اسی شرمندگی میں خود پر ملامت کرتا ہوا چلا گیا۔ مولانائے رومؒ فرماتے ہیں:

وحی آمد سوے موسیٰ از خدا
بندۂ ما را چرا کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی
موسیا آداب دانان دیگر اند
سوختہ جان و رُوانان دیگر اند

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ تم نے ہمارے ایک بندے کو جو ہم سے پیار کی باتیں کر رہا تھا ہم سے جدا کر دیا۔ تم اللہ کو اس کی مخلوق سے ملانے کے لیے بھیجے گئے ہو، انھیں دور کرنے کے لیے نہیں۔ اے موسیٰؑ آداب جاننے والے اور ہوتے ہیں، جو محبّت کی آگ میں بھسم ہو گئے ہیں وہ اور ہوتے ہیں۔

اس حکایت کے درج کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ حامد کے کلام میں فنی آداب نہیں ہیں یا وہ بے تکی باتیں نظم کرتے ہیں، یا فنی اعتبار سے ان کا کلام کمزور ہے۔ مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ اُن کی نعتیہ شاعری میں جو کیف اور کسک ہے، عشقِ رسول کی جو مہک ہے وہ ہمارے دل کو پہلے چھوتی ہے اور فنی لوازم پر نظر اس کے بعد جاتی ہے۔ کبھی جذبات و احساسات اتنے قوی اور اُن کی گرفت ایسی پایدار ہوتی ہے کہ شعر کے قالب کی طرف دھیان ہی نہیں جاتا۔

نعتِ رسولؐ مشرقی شاعری خصوصاً عربی، فارسی، ترکی اور اردو زبانوں میں ایک مخصوص صنفِ سخن بن گئی ہے۔ ان زبانوں کے ہزاروں شاعروں نے لاکھوں اشعار مدحِ رسالت مآبؐ میں لکھے ہیں اور ڈیڑھ ہزار سال سے لکھ رہے ہیں، آیندہ بھی ہزاروں سال تک لکھتے رہیں گے۔ مگر نعتِ رسولؐ کا خزانہ کبھی خالی ہونے والا نہیں، نہ ہم سے اس کا حق ادا ہوسکتا ہے۔ اسی لیے غالبؔ نے کہا تھا۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

یہ ایسا موضوع ہے کہ اس کے بیان میں مبالغہ بھی عاجز ہو جاتا ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ عظیم کی مدح و ثنا اپنے پورے زورِ بیان اور قدرتِ کلام سے کرنے کے بعد بھی یہی احساس باقی رہ جاتا ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

دوسری طرف یہ بھی لحاظ رکھنا پڑتا ہے کہ جوشِ محبت کے اظہار میں بے ادبی سرزد نہ ہو۔ حامدؔ امروہوی کے کلام میں سب سے غالب عنصر عقیدت و محبت، اخلاص اور احترام کا ہے لیکن یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ اظہارِ محبت میں تصنّع سے کام لے رہے ہیں، یا محض قافیہ پیمائی کر رہے ہیں۔ اپنے والدِ گرامی حضرتِ رؤف علیہ الرحمۃ کے اُسلوب کی طرح حامدؔ کا اسلوبِ بیان بھی صاف، سادہ، شگفتہ، بے تکلّف اور بے عیب ہے۔ کہیں تو سادگی سہلِ ممتنع کی حدوں کو چھو لیتی ہے۔ اُن کا یہ دوسرا مجموعہ "خیابانِ ارم" بھی اِن شاء اللہ مقبول ہوگا۔

نثار احمد فاروقی

دہلی
۱۹ مارچ ۲۰۰۰ء

گل ہائے خیابانِ ارم

جناب حامد امروہوی کی لگن، برمحل اور برملا نعت گوئی کی خدا داد توفیق کو اپنی نظر میں رکھ کر ان کے دل کی کیفیت کے بیان میں اپنی ایک نعت کے تین اشعار پیش کر رہا ہوں جو رسالت مآبؐ سے ان کی عقیدت اور محبت کے آئینہ دار ہیں۔

رہے وردِ نفس پیہم محمدؐ نہ ہو یہ جذبۂ دل کم محمدؐ
فغاں ساکت ہے آنکھیں نم محمدؐ کہ جیسے دل گیا ہو تھم محمدؐ
درِ روضہ سے لو ایسی لگی ہے چراغِ شوق ہے اور ہم محمدؐ

حامد امروہوی کی ایک نعتیہ تخلیق "مدحت کے پھول" کے عنوان سے چند سال قبل منظرِ عام پر آچکی ہے جس نے قبولِ عام حاصل کیا ہے اور اب دوسری نعتیہ تخلیق کی "خیابانِ ارم" کے نام سے بہت جلد اشاعت ہونے والی ہے جو میں سمجھتا ہوں پہلے مجموعہ کی طرح ہی قارئین میں مقبولیت حاصل کرے گا۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ دل کی پاکیزگی اور روح کی طہارت کے لیے دنیا کی آنکھوں سے بچ کر در پردہ عاجزی اور سجدہ گزاری کے ہم باہم بلا اِفتراقِ رنگ و نسل، مذہب و عقیدہ اللہ جل شانہٗ کی تمام مخلوق سے ہمدردی، اخلاق اور رواداری دائرۂ حق العباد کے ضمن میں وہ اصل فریضے ہیں جن کی ادائگی بھی عبادت ہے۔ غرض کہ تزکیۂ نفس کے لیے یہی وہ مشعلِ راہ ہے جو حضور اکرمؐ کے نقشِ قدم پر چل کر زندگی گزارنے والوں کو فروغِ سعادت دیتی ہے۔ اور یہی نصیب والوں کو خالقِ کائنات سے قربت کا وسیلہ بھی فراہم کرتی ہے جو ایک ادنیٰ انسان کو تقویٰ کی بلندی تک پہنچا دیتی ہے۔ لیکن اِن عبادات کے ساتھ

ثبوت کے لیے ظاہری عبادات کی ادائگی اور دینی احکامات کی پابندی لازم اور ضروری ہے لیکن حبِّ رسول مقبولؐ کے حوالے سے عبادت کی ایک دوسری شکل بھی ہے جو عشقِ رسولؐ سے وابستہ ہے اور جو اس جانب ذہنی جھکاؤ، بے پایاں محبت اور عقیدت کی صورت میں تمام عالم اسلام میں دیکھی جا سکتی ہے۔ سجود و ریاضت کے بعد حُبّ خواجۂ عالم حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور خراجِ عقیدت کے راستے اگر ہم حامدؔ امروہوی کی نعتیہ شاعری کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے گہری اُلفت اور اُسوۂ حسنہ کی تبلیغ و اشاعت کو وہ ایک مقدس فریضہ سمجھتے ہیں جس میں ایمان درونِ دل مسلمان کی پہچان مضمر ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ خدا اور رسول سے محبّت صرف محراب و منبر سے ہی نہیں جا سکتی اس کے کے انسان کے ذہن و دل کے محراب و منبر کی عظمتوں کا بھی معترف ہونا پڑتا ہے اور جیسا کہ حامدؔ امروہوی کی شاعری اس حقیقت کی مظہر ہے، نعت گوئی نزاکت بیان، حفظِ مراتب اور خلوص و عقیدت کی گوناگوں کیفیات سے گزر کر اپنے جذبات اور احساسات کو شعر کے سانچے میں ڈھالتی ہے اور یہی وہ مقامِ فکر و نظر ہوتا ہے جو شاعر کی فنّی و فکری صلاحیتوں کو پرکھنے میں میزان کا کام دیتا ہے۔

نعت گوئی میں سب سے مشکل مرحلہ حمد و نعت کے درمیان وہ نازک لکیر ہے جو ذرا سی لغزشِ بیان سے عقیدت کو شرک بنا دیتی ہے۔ عبد و معبود کے مراتب کا تعین عقیدت سے زیادہ بصیرت چاہتا ہے اور یہ بصیرت ہی نعت گو شعرا میں ایک دوسرے کے درمیان امتیاز اور افتخار کا پیمانہ ہوتی ہے۔ رسول سے عقیدت مومن کی شناخت ہے اور تجاوز وحدانیت الٰہی سے گریز، رسالت و وحدانیت کا رمز آشنا شاعر ہی نعت گوئی کا حق بھی رکھتا ہے اور تعریف کا استحقاق بھی

زیرِ ذکر مجموعہ "خیابانِ ارم"، حبّ رسول، مقامِ رسالت اور اس کے فضائل پر ایک رُوح پرور نعتوں کا مجموعہ ہے جس میں یکجا کیے ہوئے گلہائے عقیدت "خیابانِ ارم"، کی خوشبوؤں میں ڈوبے ہوئے ہیں جو اربابِ علم و ادب، پرستارانِ رسولِ برحق

اور نکتہ ورانِ ادب ان تینوں ہی کو روحانی وادبی خوشبو سے معطّر کرسکیں گے۔

نعت گو شاعر کی حیثیت سے حامدؔ امروہوی کُل شمالی امریکہ میں روشناس ہی نہیں معروف بھی ہیں ذود اور پُرگو ہیں جو ادائگی زبان میں سلاست پر گہری توجہ دیتے ہیں، طرزِ شعری میں یقین واعتماد کا حق ادا کرتے ہیں اور کیوں نہ ہو جب کہ ان کی شاعری اکتسابی نہیں بلکہ وراثتی ہے۔ آپ کے والد مرحوم حضرت مرزا رؤف حسین بیگ رؤفؔ امروہوی امروہہ کے مشہور صاحبِ دیوان (نعت گو) شاعر تھے جن کی نعت گوئی کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ حامدؔ امروہوی کے بڑے بھائی مرزا احمد حسین بیگ سیفیؔ صاحبِ کتاب شاعر ہیں، ان کے چھوٹے بھائی مرزا ساجد حسین، ساجدؔ بھی صاحبِ کتاب شاعر ہیں اور بڑے بھائی سیفیؔ کے صاحبزادے زبیر ابن سیفیؔ بھی شاعر ہیں۔ ان سب کے اندر لحن و ترنّم کی خوبیاں بھی موجود ہیں۔ آپ کی بیگم سردار خانم یوسف زئی غزل کی شاعرہ ہیں جن کی غزلیں اخباروں رسالوں میں شائع ہوتی ہیں اور شکاگو میں آئے دن ہونے والے مشاعروں میں دادِ تحسین سے نوازی جاتی ہیں۔ میں اپنے مضامین میں انتخابی اشعار اس لیے شامل نہیں کرتا کہ قارئین چند گنے چنے شعر کو ہی حاصلِ مجموعہ تصوّر نہ کریں اور خود مطالعہ سے محظوظ ہوں۔

میری دعا ہے کہ جناب مرزا حامدؔ بیگ، حامدؔ امروہوی اپنی نعت گوئی کی وساطت سے راہِ ثواب کے ساتھ جادۂ مستقیم پر اسی طرح چلتے رہیں اور آخرت میں یہ مجموعۂ کلام "خیابانِ اِرم" اپنے لفظی اور اصطلاحی معنوں میں ایک روشن اور تابناک جوارِ رحمت بن جائے۔ آمین

خواجہ ریاض الدین عطشؔ
شکاگو ۷؍ مارچ ۲۰۰۰ء

نعتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
اور
حامدؔ امروہوی

مرزا حامد حسین حامدؔ امروہوی شعر و سخن کے حلقوں میں نعتیہ کلام کے حوالے سے ایک جانا پہچانا اور معتبر نام ہے۔ اُن کا تعلق اودھ کے ادبی مرکز امروہہ سے ہے اور یہ وہاں کے ممتاز و معروف علمی، ادبی اور مذہبی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ اوّل اوّل حامدؔ امروہوی کو اکثر ادبی حلقوں میں غزل گو شاعر کے روپ میں بھی دیکھا گیا لیکن شعر و ادب کی دنیا کا یہ سیّاح بہت جلد نعتیہ شاعری کی پاک اور مقدس سرزمین میں پہنچ گیا اور یہ سعادت محض حسنِ اتفاق نہیں بلکہ اس کی خاندانی روایت اور میراث ہے۔ اِس روایت اور میراث کی تفصیل میں جانے سے یہ مضمون طویل ہو جائے گا لیکن مختصراً یہ کہنا ضروری ہے کہ حامد امروہوی کے والد ماجد حضرت حافظ مرزا عبدالرؤف رؔؤف امروہوی ایک عاشقِ رسول اور ایسے نعت گو شاعر تھے جن کے گھر متواتر ستّر سال تک ہر جمعہ کو نمازِ جمعہ سے نمازِ عصر تک محفلِ نعت بلاناغہ منعقد ہوتی رہی۔

حامدؔ امروہوی کا پہلا مجموعۂ کلام "مدحت کے پھول" پر جناب شمیمؔ جے پوری، جناب سرفراز عثمانی، پروفیسر نثار احمد فاروقی اور خواجہ ریاض الدین عطشؔ جیسے محترم و مقتدر اہلِ قلم اظہارِ خیال کر چکے ہیں کہ "اُن کے کلام میں فن کا پورا التزام ہے" "زبان و بیان سادہ اور بے عیب ہے" اور یہ کہ "اُنھوں نے نعتیہ شاعری میں بھی ایک جداگانہ طرز کی بنیاد رکھی ہے جس میں ردیف اور قافیہ کی انفرادیت نمایاں نظر آتی ہے"۔ جن حضرات نے حامدؔ امروہوی کی نعتیہ شاعری کی فنی خصوصیات اور زبان و بیان پر اظہارِ رائے سے عمداً گریز کیا ہے اُنھوں نے بھی دوسرے حضرات کی طرح یہ ضرور

کہا ہے کہ اُن کا کلام دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی آواز اور حبِ رسولؐ کے جذبات کا مظہر ہے۔ میرے خیال میں نعت کہنے کے لیے بنیادی طور پر یہی جذبات لازم ہیں۔

اکثر یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ اچھے انسان اور اچھے فن کار کی نشاندہی اس کے کلام سے ہوتی ہے۔ میں بہرحال غزل کے معاملہ میں یہ نظریہ رکھتا ہوں کہ انسانی جذبات اور تخیلات کی رَو ہمیشہ بحرِ تغزل میں یکساں طور پر باقی نہیں رہتی، بلکہ جذبات، وقت، ماحول اور مختلف واقعاتِ زندگی، معاشی اور معاشرتی حالات سے متاثر ہو کر تبدیل بھی ہوتی رہتی ہے۔ لہٰذا کسی فن پارے کی بنیاد پر کسی فن کار کے برتر یا بہتر ہونے کا اندازہ ہمیشہ بالکل صحیح نہ ہو ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن جہاں تک نعت کا تعلق ہے۔ کوئی شاعر صرف اُسی وقت اپنی پاکیزگی خیال کو اس معراج تک اللہ کی دی ہوئی توفیق سے پہنچا سکتا ہے جب معبودِ حقیقی اور خالقِ کل اُسکی شاعرانہ عظمت کو وقارِ انکساری اُس کی فکر کو شرفِ تسلیم و رضا اُس کے کردار کو سعادتِ سلامت رَوی اور حوصلہ کو ثابت قدمی سے ہمکنار کر دے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ عنایت اُس کے دل کی دنیا کو اور اُن کا ذکر لفظوں کی سطح اور معانی کو نئی بلندیاں عطا کر دے۔

البتہ یہ بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی شاعر کسی عام انسان کی تعریف و توصیف اُس کے حق اور اُس کے ظرف سے زیادہ کر دے یعنی ایسی تعریف جس کا وہ عام انسان مستحق نہ ہو تو شاعر کے شعور اور ارادے کے بغیر بھی وہ تعریف دربارِ رسالت کا رُخ کر سکتی ہے۔ اس تناظر میں ذرا غالبؔ کا یہ مشہور شعر دیکھیے اور بغور پڑھیے ؎

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں اپنی عقیدت کا اظہار کرنے والا ہر شخص اس شعر کو نعت کا شعر قرار دیکر پڑھ سکتا ہے، حالانکہ غالبؔ نے تو یہ شعر سب جانتے ہیں کہ کس کے لیے کہا تھا۔ لیکن جس شاعر کو عمداً نعت کہنے کی توفیق انعام ہوئی ہو اُس کی تو پوری ذات اس کارِ خیر میں لگن اور شوق بلکہ عشقِ عام سے بھی زیادہ قوی تر

جذبہ حبِ رسولؐ کے ساتھ وابستہ و پیوستہ ہوتی ہے۔ چنانچہ نعت گوئی اور حمد گوئی سے بہتر شاعری کی عمدگی اور شاعر کی برگزیدگی کا اور کوئی معیار نہیں۔ نعتیہ شاعری میں اگر کہیں عروض کی یا کسی اور قسم کی فنّی خامی ہو بھی تو وہ جذبہ کی پاکیزگی اور فکر کی طہارت اور بہ حیثیت مجموعی شاعر کی انسانیت اور اُس کی حیثیت عالی کو جو اس کو ختم الرسلؐ کی مدح سرائی نے عطا کی ہو شمہ برابر متاثر نہیں کر سکتی۔ نعت میں اللہ کی سب سے بڑی نعمت یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف ہوتی ہے اور اس میں اس نعمت عظمیٰ کے نازل کرنے والے کا شکر بھی بدرجۂ اتم موجود ہوتا ہے۔ حمد میں تو اللہ کی تعریف بلا شرکتِ غیرے کی جاتی ہے مگر نعتِ رسولؐ میں اللہ کی حمد شامل ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُسی کے بندے اور اُسی کی طرف سے انسانیت پر سب سے بڑا احسان ہیں۔ حُبّ رسول کی نعمت جس سلیم الطبع کو میسّر ہوتی ہے وہ شرک کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ وہ حبِّ رسولؐ میں سرشار ہونے کے باوجود فاترالعقل نہیں ہوتا، وہ شرک سے دامن کو بچاتا ہے اور حبِّ رسولؐ کی وجہ سے خاص طور پر بچاتا ہے۔ حامدؔ امروہوی کا یہ دوسرا مجموعۂ نعتیہ کلام "خیابانِ ارم" بھی سراسر حبِّ رسولؐ پر مبنی ہے۔ اور اس معاملہ میں مہارت فن کی تلاش، نقد و نظر کی چناں و چنیں اور پیراہن کی قطع و بُرید قطعاً غیر اہم بلکہ محض اظہارِ کمزوریِ عقیدت کہلانے کی مستحق ہوگی۔ نعت گو شاعر تو اپنے نذرانۂ عقیدت اور دلی محبّت کا اظہار لفظوں کو شعر کی شکل میں مرتب کر کے کرتا ہے۔ حامدؔ امروہوی کے اس مجموعہ کلام کی قبولیت کا تعلق بتوسط نبی آخر الزماںؐ بارگاہِ ربّ العزّت سے ہے۔ اور اسی قبولیت کے صدقے قارئین میں اُس کی مقبولیت متوقع ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ کس نعت گو کا کون سا نذرانہ رسول اللہؐ کے دربار میں پیش کرنا اللہ کو پسند آتا ہے اور وہ اُس کو کیسا شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ اس عمل میں ایک نعت گو شاعر کا دوسرے نعت گو شاعر سے موازنہ کرنا یا ایک دوسرے پر فوقیت دینا ہمارے لیے ہرگز مناسب نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کا ہر لفظ اور ہر شعر خواہ وہ حضرت حسّان

بن ثابتؓ اور حضرت کعب بن زُہیرؓ جیسے کسی عظیم شاعر کا کارنامہ ہو، محسن کاکوروی کی کوشش ہو، امیر مینائی کی ریاضت ہو یا حامدؔ امروہوی کی جد و جہد سے متعلق ہو لائقِ تحسین و ستایش ہونے کے سوا کچھ نہیں۔ میرے خیال میں حامدؔ امروہوی نے بڑی محبت اور نہایت احتیاط سے نعتیں لکھی ہیں اور اللہ کی وحدانیت اور یکتائی کو ہمہ وقت مدِّنظر رکھا ہے۔ بندہ اور رسول کو نعت میں نعوذ باللہ معبود نہیں بنا دیا ہے یہ احتیاط حامدؔ امروہوی کی نعتوں کا بہت اہم وصف ہے۔

میں عمداً یہاں حامد امروہوی کی کسی نعت کا کوئی شعر محض اپنی پسندیدگی کے اظہار یا اپنی رائے کی دلیل میں نقل نہیں کر رہا ہوں۔ اس لیے کہ کسے معلوم کہ بارگاہِ رسول اور بارگاہِ خداوندی میں کس نعت کے کس شعر کو کیا شرفِ قبولیت عطا ہو اور کیا منصب نصیب ہو۔ عین ممکن ہے کہ ہم جس شعر کی اہمیت اور اس کے پیچھے جن جذباتِ عقیدت و محبت کو سمجھنے سے قاصر ہوں وہی دراصل بلند ترین قرار پائیں۔

پس "خیابانِ ارم" آپ کے سامنے ہے۔ یہ نعتیں جتنی بار چاہیں پڑھیں۔ ثواب حاصل کریں اور مصنف اور اُن کے آباء واجداد، ازواج واولاد احباء واعزا، اور اساتذہ کے حق میں دعاے خیر فرمائیں اور اس حسن عمل میں تمام قارئین کرام زیادہ سے زیادہ احباء ورفقاء کو شریک کریں۔ راقم الحروف بھی ان شاء اللہ آپ کا ساتھ دے گا۔

دعا جُو دعا گو

سیّد محمد حنیف اخگر ملیح آبادی عفی عنہ

صدر حلقۂ فن وادب شمالی امریکہ انک

نیویارک۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۹۹ء

عرضِ حال

اللہ کے نام سے جو بڑا رحمان ورحیم ہے اور درود وسلام اُس ذاتِ اقدس پر جو وجہ تخلیقِ کائنات ہے۔ میرے قلم میں اتنی طاقت کہاں کہ اُس کے اُن الطافِ بے پایاں کا شکر ادا کرسکوں جو اُس نے مجھ پر فرمائے ہیں۔ تقریباً چار سال قبل میرے پہلے مجموعۂ کلام "مدحت کے پھول" کی اشاعت ہوئی تھی اور اب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے اسی کے ساتھ یہ دوسرا مجموعۂ کلام "خیابانِ اِرم" بھی آپ کے ہاتھ میں ہے

زمانے نے حسبِ روایت غم بھی دیے اور خوشیاں بھی۔ غم کے اظہار سے احباب کے دل کو دُکھانا مقصود نہیں، اِس لیے خوشیوں کا تذکرہ ہی مناسب ہے۔

۱۹۹۷ء کے آخر میں میرے بیٹے محمد عامر مرزا، محمد بابر مرزا اور بیٹی ضیاء رؤف ہندستان سے یہاں امریکہ میں آگئے۔ مئی ۱۹۹۸ء میں ہندستان جاکر اُس بیٹی کی شادی محمد فرقان شمسی کے ساتھ کی اور واپس آکر اکتوبر ۱۹۹۸ء میں شکاگو سے منتقل ہوکر اس کے ایک مضافاتی شہر گلینڈیل ہائٹ (GLENDALE HEIGHTS) میں مکان لے کر آباد ہوگیا، اہلیہ نے اِس طرح شکر ادا کیا۔

اپنے نبی کے صدقے میں تو نے عطا کیا
اللہ اِس ٹھکانے لگانے کا شکریہ

محترم قاضی افضل بیابانی مدظلہ العالی کی تجویز پر اس مکان کا نام "نعت کدہ" رکھا گیا اور یہاں آتے ہی ایک طرحی نعتیہ مشاعرہ منعقد کیا، جس میں شکاگو اور اس کے اطراف کے تقریباً تمام شعرائے کرام نے شرکت فرمائی۔

مارچ ۱۹۹۹ء میں اللہ تعالیٰ نے وہ تمنا پوری کی جو ہوش سنبھالنے کے ساتھ ساتھ

پروان چڑھ رہی تھی، مجھے اور اہلیہ کو حج کی سعادت نصیب ہوئی۔
اپریل ۱۹۹۹ء کے آخر میں میرے چمن میں ایک حسین پھول نبیل شمسی کی شکل میں کھلا۔
اور اکتوبر ۱۹۹۹ء میں بڑے بیٹے محمد عامر مرزا کی شادی جناب فضل کریم صاحب کی صاحبزادی عزیزی "ہما" سے ہوئی اور میرے گھر کی رونق مزید بڑھ گئی۔

گلینڈیل ہائٹ بہت ہی پرسکون جگہ ہے اور یہاں خاصی تعداد میں ہندستانی اور پاکستانی مسلمان آباد ہیں۔ اللہ کا شکر ہے اُن مخلص احباب میں جن کا ذکر میں اپنے پہلے مجموعۂ کلام "مدحت کے پھول" میں کر چکا ہوں، اضافہ ہوا ہے جس میں محترم سعید الظفر صاحب (شریک سفرِ حج) جناب انور خاں صاحب، جناب منظور خاں صاحب، محترم حافظ طٰہٰ قادری، جناب کلیم خاں صاحب وغیرہ شامل ہیں اور انھوں نے ہمارے یہاں رہنے کو آسان بنا دیا ہے۔ عزیزی محمد فرحان کلیم سلمہٗ بڑی ذمہ داری سے مجھ کو روزانہ اپنے ہمراہ دفتر سے لاتے اور لے جاتے ہیں۔ ہمارے مشاعروں کی رونق اور مقبولیت بھی ان کے علاوہ جواں سال و تازہ فکر شاعر نظر نقوی جیسے احباب کے دم سے ہے اللہ تعالیٰ انھیں خوش و خرّم رکھے۔

یہاں جناب مرزا حسیب بیگ صاحب اور جناب اعجاز ہاشمی صاحب بھی بڑی خوبصورت محفلیں سجاتے ہیں، برِّصغیر کی ممتاز نعت خواں اور اب نعت گو محترمہ اُمِ حبیبہ صاحبہ کی موجودگی ان محفلوں کی رونق بڑھاتی ہے، اور عزیزی امین حیدر صاحب ان محفلوں کو بہترین ادبی لطائف سنا کر زعفران زار بنا دیتے ہیں۔

لاس اینجلیس (LOS ANGELES) میں بزرگ اور اُستادِ فن شاعر جناب سیّد شمیم رجز صاحب مدظلہٗ، جنھوں نے قرآن شریف کا منظوم ترجمہ "آبِ رواں" اور احادیث کا ترجمہ "میرِ کارواں" کے ناموں سے کیا ہے، اور بہت سی نثر و نظم کی کتابوں کے مصنّف ہیں اپنے دولت کدے پر ہر سال تین مشاعرے بڑے اہتمام سے کراتے ہیں جن میں ایک حمدیہ ایک نعتیہ اور ایک بزم مسالمہ ہوتی ہے۔ اور یہ تینوں ہی مشاعرے طرحی ہوتے ہیں۔ رجز صاحب مجھے اور اہلیہ کو بڑی محبّت سے بلاتے ہیں

ان محفلوں نے وہاں کے صاحبِ فن اور مخلص احباب سے متعارف ہونے کا موقع عطا کیا ہے۔ جناب عبدالرحمٰن صدیقی صاحب مدیر "پاکستان لنک" اپنے موقر جریدے میں میرا اور اہلیہ کا کلام شائع فرماتے رہتے ہیں۔ اللہ خوش رکھے ڈاکٹر سرور حسین ایم ڈی کو جو میری اور اہلیہ کی صحت کے محافظ ہیں۔

مجھے اس کے اظہار میں کوئی باک نہیں کہ جہاں تک فنِ شاعری کی بات ہے میں اُس سے ناواقف ہوں۔ مجھے جو شعر پسند ہو یا کسی طرح میں کچھ کہنا ہو تو وہ گنگناتا ہوں، گنگناتا رہتا ہوں۔ شعر ہوتے رہتے ہیں اور میں لکھتا رہتا ہوں اگر آپ کو میرے کلام میں کوئی غلطی نظر آئے تو براہِ کرم مطلع فرمادیں تاکہ آیندہ اشاعت میں تصحیح کر دی جائے۔ اگر کوئی شعر پسند آئے تو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

دونوں مجموعوں کی اشاعت ممکن نہ تھی اگر میرے محترم پروفیسر نثار احمد فاروقی کی عنایت شاملِ حال نہ ہوتی، جنھوں نے میرے ایک فون پر اتنی بڑی ذمّہ داری اپنے سر لے لی۔ صرف یہی نہیں بلکہ دیوان کا مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔

ممنون ہوں شمالی امریکہ کے منفرد غزل گو اور باکمال بزرگ شاعر جناب محمد حنیف اخگر ملیح آبادی صدر حلقۂ فن و ادب شمالی امریکہ کا جنھوں نے بڑی محبت اور شفقت سے تمام کلام کو دیکھا اور اُس پر تقریظ تحریر فرمائی۔ جناب خواجہ ریاض الدین عطش مدظلہٗ نے اس کا پیش لفظ لکھا ہے وہ ہم دونوں پر بڑی شفقت فرماتے ہیں اور یہاں فکر و فن کی شمع کو روشن رکھے ہوئے ہیں۔

مجھے شکریہ ادا کرنا ہے اپنے بڑے بھائی مرزا احمد حسین سیفی، چھوٹے بھائی مرزا ساجد حسین ساجدؔ اور مرزا آصف حسین اور فرزندگانِ نسبتی ڈاکٹر جلیل احمد خاں اور محمد فرقان شمسی کا جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت میں دل چسپی لی۔

یہ داستان ناتمام رہے گی اگر اپنی شریکِ حیات سردار خانم یوسف زئی مخفیؔ کا ذکر نہ کروں جو میرے شعری سفر میں شریک ہیں اور رفیقِ حج بھی رہی ہیں وہ قدم قدم پر میرے لیے آسانیاں فراہم کرتی رہیں۔

دعاگو ہوں اپنے چمن کے گلوں اور غنچوں ڈاکٹر جلیل احمد خاں۔ فرقان شمسی، محمد عامر مرزا، محمد باقر مرزا، ڈاکٹر زیبا جلیل، ڈاکٹر ضیا شمسی، زہرہ قادری، ہما عامر، تزئین جلیل، فرحین جلیل، مریم جلیل، طٰہٰ جلیل، عائشہ قادری، مریم قادری اور محمد نبیل شمسی کے لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے طفیل میں ان کی بہاروں کو سرسبز اور آباد رکھے۔

(آمین)

طالبِ دعا
حامد امروہوی

گلینڈیل ہائٹ
شکاگو (امریکہ)
۸ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ

حمدِ باری تعالیٰ

عبد ہوں تیرا، میں کرتا ہوں عبادت تیری
نام حامد ہے، کیا کرتا ہوں مدحت تیری

آنکھ وہ ہے نظر آئے جسے قدرت تیری
اور دل وہ ہے جو رکھتا ہو محبت تیری

ذہن میں تیری بڑائی کا تصوّر ہے محال
کیسے ممکن ہے کہ سمجھے کوئی عظمت تیری

میں بشر ہوں، مری فطرت ہے خطائیں کرنا
بخش دینا مرے اللہ ہے عادت تیری

ہم نے جانا جو تجھے یہ بھی کرم ہے تیرا
یہ بھی رحمت ہے کہ کرتے ہیں عبادت تیری

پتّا پتّا ہے خدایا تری عظمت کا گواہ
ذرّے ذرّے سے عیاں ہوتی ہے قدرت تیری

دشت ہوجاتا ہے گلزار، کرم سے تیرے
کوہ کو کاہ بنا دیتی ہے ہَیبت تیری

تقویت ہے کہ ترا لطف و کرم شامل ہے
دل غنی کیوں نہ ہو، حاصل ہے حمایت تیری

جس پہ ہو تیرا کرم وہ یہ شرَف پاتا ہے
ہر کسی کو کہاں ملتی ہے محبت تیری

چاہے وہ دولتِ دنیا ہو کہ ہو دولتِ دیں
جو بھی ملتا ہے، وہ ملتا ہے بدولت تیری

ایک نیکی ہو تو ستّر کا صلہ دیتا ہے
واہ کیا خوب ہے بندوں سے تجارت تیری

اہلِ ایماں تو رگِ جاں سے قریں جانتے ہیں
تیرے منکر کو بھی پڑتی ہے ضرورت تیری

اپنے محبوب کو بھیجا ہے ہدایت کے لیے
ہم گنہ گاروں پہ کتنی ہے عنایت تیری

ایسے مرنا ہو تو جینے کا مزا آجائے
لب پہ ہو نامِ نبیؐ، دل میں ہو اُلفت تیری

کوئی کچھ بھی کہے، لیکن مرا ایمان یہ ہے
تیرے محبوب کی طاعت ہے، اِطاعت تیری

اِس کو مدّاحِ شہِ دیں جو کہے ہے دنیا
اسی نسبت سے ہے حامدؔ پہ عنایت تیری

مدحِ سرکارِ دو عالمؐ کا ہے صدقہ حامدؔ
حمد میں اور نکھرتی ہے فصاحت تیری

جو فہم و خرد سے ماوَرا ہے
وہ کون ہے بس مرا خدا ہے

وہ تھا، وہ ہے، وہی رہے گا
باقی ہر چیز کو فنا ہے

جو چاہے گا وہ، فقط وہ ہوگا
جو چاہتا ہے، وہ ہو رہا ہے

جس درد کا ہے وہ دینے والا
اُس درد کی خود وہی دوا ہے

خوشیاں اُس کے نصیب میں ہیں
غم میں اُس کے جو مبتلا ہے

جب تک نہ ہو اُس کا اک اشارہ
پتّا بھی نہ خود سے ہِل سکا ہے

مسجود ہے کائنات کا وہ
سجدہ تو فقط اُسے رَوا ہے

واقف ہے وہ ہر عمل سے میرے
جو دل میں ہے، وہ بھی جانتا ہے

لگتے ہیں جو ہم کو دینے والے
اُن سب کو خدا ہی نے دیا ہے

دامن ہے مرا عمل سے خالی
صرف اُس کے کرم کا آسرا ہے

بندوں نے خدا کو جس سے سمجھا
وہ ذاتِ جنابِ مصطفےٰؐ ہے

ایماں رہے نزع میں سلامت
حامؔد کی فقط یہی دُعا ہے

خود سے جو آشنا نہیں ہوتا
اُس کا دل حق نما نہیں ہوتا

آگیا جو حدِ تصوّر میں
چاہے کچھ ہو، خدا نہیں ہوتا

جتنی طاقت خدا نے بخشی ہے
درد اُس سے سوا نہیں ہوتا

لاکھ طوفاں ہوں، مطمئن رہیے
ناخدا تو خدا نہیں ہوتا

سب برابر ہیں اُس کی نظروں میں
کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہوتا

مانگتے رہیئے مانگتے رہیئے
مانگیے، وہ خفا نہیں ہوتا

جانتا ہے جو درد کی لذّت
اُس کے لب پر گِلا نہیں ہوتا

عقل کی بات ماننے والا
عشق کے کام کا نہیں ہوتا

جو حبیبِ خدا سے دور رہے
اُس پہ فضلِ خدا نہیں ہوتا

دل کا کیا حال ہوتا اے حامؔد
گر غمِ مصطفےٰ نہیں ہوتا

سلام بحضورِ سرورِ کائنات ﷺ

اے شہِ دو جہاں سلامٌ علیک
سرورِ انس و جاں سلامٌ علیک

مقصدِ عاشقاں سلامٌ علیک
اہلِ ایماں کی جاں سلامٌ علیک

ہم سے لاکھوں ہیں، جس طرف دیکھیں
آپؐ جیسا کہاں سلامٌ علیک

نور ہی نور ہیں مرے آقا
نورِ حق بے گماں سلامٌ علیک

کوئی بھی سایباں نہیں آقا
آپ ہیں سایباں سلامٌ علیک

آپ کے نقشِ پا سے چمکا ہے
جادۂ کہکشاں سلامٌ علیک

حشر کی بھیڑ میں نہ کھو جاؤں
رہ برِ کارواں سلامٌ علیک

کاش حامدؔ بھی آئے روضے پر
اور کہے یہ وہاں سلامٌ علیک

جو حکومت کی ادا بوذرؓ و سلمانؓ میں ہے
وہ نہ دارا میں، نہ کسریٰ میں، نہ خاقان میں ہے

مجھ کو کیا غم ہو بھلا بے سروسامانی کا
عشقِ سرکارِ دو عالم سروسامان میں ہے

جذبۂ عشقِ شہِ دیں تجھے اللہ رکھے
تجھ سے رونق مرے کاشانۂ ایمان میں ہے

میرا جانا درِ اقدس پہ سلامی کے لیے
میرے امکاں میں نہیں آپؐ کے امکان میں ہے

سرفروشی کی تمنا، نہ محبت نہ خلوص
کون سی بات وہ پہلی سی مسلمان میں ہے

جو کتاب آئی ہے دنیا کی ہدایت کے لیے
ہائے وہ طاق پہ رکھی ہوئی جُزدان میں ہے

میرے ایمان کی حامد ہے حقیقت اتنی
جان و دل اُن پہ لٹانا مرے ایمان میں ہے

کوئی سرکار تم جیسا نہیں ہے
کہاں ثانی، جہاں سا یا نہیں ہے

حبیبِ حق بھی ہیں ختمِ رُسل بھی
بہ جُز اُن کے کوئی ایسا نہیں ہے

مجھے تسلیم وہ بندے ہیں لیکن
مگر اُن سا کوئی بندا نہیں ہے

وہاں سرکار کے نقشِ قدم ہیں
فرشتوں کا جہاں سایا نہیں ہے

گناہوں کی تو میرے حد ہے لیکن
کرم کا اُن کے اندازا نہیں ہے

جو کھیلا ہے تمھارا نام لے کر
وہ بازی زیست کی ہارا نہیں ہے

نبیؐ کے عشق کی دولت سے بڑھ کر
کوئی دنیا میں سرمایا نہیں ہے

کوئی ایسی جگہ ہو تو بتا دو
جہاں سرکار کا چرچا نہیں ہے

اک ایسا راز ہے رازِ محبت
جو سمجھا اُس نے سمجھایا نہیں ہے

عجب بازار ہے بازارِ الفت
جہاں گھاٹے میں بھی گھاٹا نہیں ہے

نچھاور کرکے جاں، ایماں بچا لو
یہ سودا تو ذرا مہنگا نہیں ہے

ہمارے عشق کا اعجاز دیکھو
اُسے چاہا جسے دیکھا نہیں ہے

نبیؐ کے ہاتھ میں بولے ہیں پتھر
حقیقت ہے یہ، افسانہ نہیں ہے

جھکانا سر، درِ اقدس پہ حامد
یہ نذرانہ تو ہے، سجدہ نہیں ہے

یٰسیں کہا گیا کبھی طٰہٰ کہا گیا
آقا کو میرے پیار سے کیا کیا کہا گیا

تخلیقِ کائنات کا منشا کہا گیا
دونوں جہاں کا اُن کو اجالا کہا گیا

جس کو بھی جتنا حسن ملا کائنات میں
اُن کی نگاہِ ناز کا صدقا کہا گیا

کیا کیا ثنا بیاں ہوئی حسنِ رسولؐ کی
وہ ایک نور ہے، جسے کیا کیا کہا گیا

وہ جس کو ناخدا کہا کشتیِ نوحؑ کا
موسیٰؑ کے ہاتھ میں یدِ بیضا کہا گیا

وہ جلوہ گر ہوا کبھی یوسفؑ کے حسن میں
مُردے جِلائے تو دمِ عیسیٰؑ کہا گیا

یہ عظمتیں ہیں گلشنِ طیبہ کے خار کی
دل میں جگہ ملی، گُلِ رعنا کہا گیا

کہلاتے ہیں بُروں کے بُرے اُن کو چھوڑ کر
جو اُن کے ہو گئے انھیں اچھا کہا گیا

کہہ کر کہ کل ہے تاجِ شفاعت اُنھیں کے سر
کونین کی برات کا دولھا کہا گیا

اشکوں سے کام لینے کو آدابِ عشق میں
اظہارِ آرزو کا سلیقا کہا گیا

فضلِ خدا سے نعتِ حبیبِ خدا کہی
اُن کے کرم سے اُن کا قصیدا کہا گیا

کوثر کے جام پائے جو حامدؔ نے حشر میں
یہ مدحتِ نبیؐ کا نتیجا کہا گیا

اشک دامن بھگو گیے ہوتے
داغِ عصیاں کو دھو گیے ہوتے

آپ کے ہم جو ہوگیے ہوتے
راستے میں نہ کھو گیے ہوتے

تھی تمنّا جو زندگانی کی
اُن پہ قربان ہوگیے ہوتے

اپنی آنکھیں جو کام کی ہوتیں
اُن کے جلوؤں میں کھو گیے ہوتے

سر چڑھا کرتے اچھے اچھوں کے
خاک اُس در کی ہو گیے ہوتے

جن سے اُگتے محبّتوں کے شجر
بیج کچھ ایسے بو گیے ہوتے

مارے مارے نہ در بدر پھرتے
ہم جو اُس در کے ہو گیے ہوتے

لوٹنے تھے جو جنّتوں کے مزے
خاکِ بطحا میں سو گیے ہوتے

کاش حامدؔ ہم اپنے شعروں میں
جذبۂ دل سمو گیے ہوتے

رات حامدؔ سجی تھی بزمِ سخن
تم بھی موتی پرو گیے ہوتے

عقل والوں کی منزلِ آخر
عشق والوں کی رہ گزر میں ہے

راہ کے پیچ و خم سے واقف ہوں
میری منزل مری نظر میں ہے

جس کو کہتے ہیں حشر سامانی
جنبشِ چشمِ فتنہ گر میں ہے

آج قدریں بدل گئیں. حامد
کل تھا جو عیب، اب ہنر میں ہے

دل نے چاہا جسے نظر میں ہے
بات گھر کی تھی بات گھر میں ہے

اِس کو طوفاں کی آبرو کہیے
یہ جو اک رشکِ چشمِ تر میں ہے

جو چھپائی تھی بات دنیا سے
آج اخبار کی خبر میں ہے

جس کو دیکھا نہیں ہے آنکھوں نے
اُس کا سودا ہمارے سر میں ہے

مہک پھیلی ہوئی ہے جن کی بزمِ اہلِ ایماں میں
تری مدحت کے وہ غنچے کھلے ہیں میرے دیواں میں

صبا تجھ کو پہنچنا ہے مدینے کے گلستاں میں
سلامِ شوق کہنا ہے حضورِ شاہِ خوباں میں

خدا یکتا ہے تو محبوب اُس کا کیوں نہ یکتا ہو
کوئی اُن سا ہوا ہے اور نہ ہوگا بزمِ اِمکاں میں

چمن والوں کو احساسِ بہاراں آپؐ نے بخشا
بہاریں ہی بہاریں آگئیں صحنِ گلستاں میں

کوئی صورت نہیں ہے منھ دکھانے کی تمھیں آقاؐ
بہ جز اشکِ ندامت کچھ نہیں ہے میرے داماں میں

لگا رکھا ہے اُن کے درد کی دولت کو سینے سے
یہ سب سے قیمتی شے ہے، ہمارے ساز و ساماں میں

مرے سرکار کا اندازِ بخشش تو کوئی دیکھے
کہ اب دامن میں سب کچھ ہے، نہ تھا کچھ میرے داماں میں

بھروسا ہے مرا سرکارؐ کی بندہ نوازی پر
مجھے رسوا نہ ہونے دیں گے وہ محشر کے میداں میں

اِدھر آنسو بہائے تھے اُدھر رحمت کو جوش آیا
ذرا سی دیر میں کچھ بھی نہیں تھا فردِ عصیاں میں

درِ اقدس پہ جا کے مجھ کو اک دن نذر کرنے ہیں
بچا رکھے ہیں میں نے چند آنسو چشمِ گریاں میں

وہ میرے ناخدا ہیں، خوفِ غرقابی بھلا کیسا
مجھے ساحل دکھائی دے رہا ہے موجِ طوفاں میں

صحابہؓ اور اہلِ بیت پر ہیں جان و دل صدقے
محبت اِن کی شامل ہے ہمارے دین و ایماں میں

مرے آقا سے نسبت کا شرف دیکھے کوئی حامد
کہ اُن کے شہر کی کھائی قسم خالق نے قرآں میں

کاٹنی ہیں پہاڑ سی راتیں
چھیڑ اے دل حضورؐ کی باتیں

حق تعالیٰ پسند کرتا ہے
آپ کا ذکر، آپ کی باتیں

مجھ کو اُمید ہے شفاعت کی
میں نے لکھی ہیں آپ کی نعتیں

پہلے آدابِ گفتگو سیکھیں
پھر کریں ہم حضورؐ کی باتیں

بھیجیے صورتِ درود و سلام
اپنے آقا کو حق کی سوغاتیں

اُن کی عرشِ بریں پہ جا کے ہوئیں
اپنے معبود سے ملاقاتیں

اُن کے گیسو و رُخ کا صدقہ ہیں
یہ حسیں دن، یہ پُر فضا راتیں

اُن کے فضل و کرم سے ہوتی ہیں
اُن کے فضل و کرم کی برساتیں

دل میں جب تک تڑپ نہیں ہوتی
رنگ لاتی نہیں مناجاتیں

دُور رہتا ہوں میں مدینے سے
کیوں نہ دن بھی مجھے لگیں راتیں

قصّہ روزِ حشر جانتا ہوں
ہیں حساب و کتاب کی باتیں

قدر اعمال کی ہے بس حامد
کام آتی نہیں وہاں ذاتیں

صبح کی بات ہے نہ شام کی ہے
ساری رونق تمھارے نام کی ہے

در پہ جرأت کسے کلام کی ہے
بات آقا کے احترام کی ہے

مطمئن ہیں پئیں گے کوثر پر
کس کو حاجت سُبو و جام کی ہے

جس میں یادِ نبیؐ نہیں شامل
زندگانی وہ کس کے کام کی ہے

جب سے دل ہے اسیرِ زلفِ نبیؐ
فکر دانے کی ہے نہ دام کی ہے

پارہے ہیں بقدرِ حسنِ طلب
بھیڑ اُس در پہ خاص و عام کی ہے

نذر دینی ہے اپنے آقا کو
زندگانی بھی کتنے کام کی ہے

رشک آتا ہے جس پہ شاہوں کو
شان وہ آپ کے غلام کی ہے

لذّتِ درد روز افزوں ہو
یہ دعا اپنی صبح و شام کی ہے

طوق گردن کا اور بھاری ہو
آرزو آپؐ کے غلام کی ہے

مدح گوئی کا ہے صلہ حامدؔ
یہ جو شہرت ترے کلام کی ہے

اے تعالی اللہ یہ عظمت یہ رفعت آپؐ کی
خالقِ کون و مکاں کرتا ہے مدحت آپؐ کی

آپ کو جانا تو پہچانا خدائے پاک کو
دولتِ ایماں ملی ہم کو بدولت آپؐ کی

آپؐ پر مرنا حیاتِ جاوداں ٹھہرا تو پھر
حاصلِ ایمان ٹھہری ہے محبت آپؐ کی

اس لیے ذاتِ گرامی پر نبوت ختم ہے
ہے قیامت تک زمانے کو ضرورت آپؐ کی

ہر جگہ جاتے ہیں آقا دست گیری کے لیے
ڈھونڈتی ہے مجرموں کو چشمِ رحمت آپؐ کی

یہ کسی عنواں کسی صورت سے مل سکتی نہیں
بس خدا دیتا ہے انساں کو محبّت آپؐ کی

یہ شرف وہ ہے کہ حسرت جس کی نبیوں کو رہی
ناز ہے ہم کو کہ کہلاتے ہیں اُمت آپؐ کی

سہل ہوجائیں گے جو بھی مرحلے دشوار ہیں
ہم اگر پیشِ نظر رکھیں گے سیرت آپؐ کی

آپؐ کی شانِ کریمی پر بھروسا ہے جنھیں
ڈھونڈ لے گی اُن کو محشر میں شفاعت آپؐ کی

اُس نگاہِ شوق پر دنیا کی بینائی نثار
جس نگاہِ شوق نے کی ہے زیارت آپؐ کی

اُس کی حامی کیوں نہ ہوگی رحمتِ پروردگار
جس کو حاصل ہوگی محشر میں حمایت آپؐ کی

کیوں نہ صدقے ہوں صحابہ اور اہلِ بیت پر
اِن کی سیرت میں نظر آتی ہے سیرت آپؐ کی

کیا خبر کس روز حامدؔ آپ طیبہ جائیں گے
جانے کس دن رنگ لائے گی یہ حسرت آپ کی

مدحِ سرکارِ دو عالم میں قلم مصروف ہے
اب تو اے حامدؔ سنور جائے گی قسمت آپ کی

بات جنّت کی جب کسی نے کی
ہم کو یاد آ گئی مدینے کی

آرزو اور ہو گی جینے کی
گفتگو کیجیے مدینے کی

نام لیتے ہیں بعدِ حق اُنؐ کا
بات کرتے ہیں ہم قرینے کی

دُرِ مقصد سے بھر دیا دامن
التجا اُنؐ سے جب کسی نے کی

ہو گئے چپ جو بولنے والے
گفتگو کیا مرے نبیؐ نے کی

ختم ہو گی درِ شہِ دیں پر
گر وفا مجھ سے زندگی نے کی

بزمِ ہستی سے دور تاریکی
روئے انور کی روشنی نے کی

جامِ کوثر پہ جا کے ختم ہوئی
بات اک دن چلی تھی پینے کی

یاد میں اُن کی اب گزرتی ہے
زندگی ہو گئی قرینے کی

غنچہ و گل میں بس گئی خوشبو
میرے سرکارؐ کے پسینے کی

زندگی کا فقط سوال نہیں
موت بھی چاہیئے مدینے کی

ایسے ویسوں کی ناخدائی ہے
اے خدا خیر ہو سفینے کی

عشق میں کون جان دیتا ہے
یہ تو ہمّت کسی کسی نے کی

صرف حُبِّ رسول کام آیا
کام آئی کہاں کوئی نیکی

ہے جو مدّاح آپ کا حامؔد
یہ عنایت بھی آپ ہی نے کی

آن تو دیکھیں، شان تو دیکھیں، دنیا والے آئیں تو
جیسے انوکھے میرے نبی ہیں، ایسا کوئی دکھلائیں تو

آخرِ شب کے نالے اک دن اپنا رنگ دکھائیں تو
سر کے بل میں چل کر جاؤں وہ مجھ کو بلوائیں تو

قسمت پر اتراؤں گا میں، اُن کو نعت سناؤں گا
صدقے ہو ہو جاؤں گا میں، گھر میرے وہ آئیں تو

بخشش کی مانگیں ہیں دعائیں، یہ تو کرم ہے آقاؐ کا
بات تو جب ہے اپنے کیے پر خود ہم بھی شرمائیں تو

آہ کرے ہے پتھر پانی، لیکن ایسی آہ تو ہو
اشک قیامت ڈھا سکتے ہیں اشک قیامت ڈھائیں تو

یہ بھی شرف کچھ کم تو نہیں ہے اُن کے ہم کہلاتے ہیں
حامدؔ سونے پر ہو سہاگا اُن کے ہم بن جائیں تو

کِھلتا اگر نہ عشقِ رسالت مآب میں
خوشبو کہاں سے آتی پھر ایسی گلاب میں

مجھ جیسے ہر قدم پہ ہزاروں ملے مگر
اُن سا تو ایک بھی نہیں دیکھا جواب میں

اللہ مجھ کو نامِ نبیؐ سُن کے بخش دے
کمزور ہوں بہت میں حساب و کتاب میں

سویا ہوں شامِ غم میں فقط اِس امید پر
آئیں گے وہ تسلّیاں دینے کو خواب میں

میرے نبیؐ کے نام سے آگے نہیں بڑھی
جب بات چل رہی تھی رسالت کے باب میں

پھر اُس کے بعد حشر میں جاگوں خدا کرے
جس شب نبیؐ کی دید میسّر ہو خواب میں

اک ایک کر کے حرفِ وفا کہہ سناؤں گا
قسمت جو لے گئی مجھے اُن کی جناب میں

دیکھا جو آج گوشۂ داماں حضورؐ کا
طوفاں مچل گئے مری چشمِ پُر آب میں

محشر میں پھر سوال کسی نے نہیں کیا
دیکھا جو عشقِ آلِ پیمبرؐ حساب میں

اصحابؓ کی ہے بات، کہیں ذکرِ اہلِ بیتؓ
روشن ہیں یہ ورق مرے دل کی کتاب میں

لائے گا رنگ سوزِ دروں یہ یقین ہے
حامدؔ ضرور جائیں گے اُن کی جناب میں

میرا آساں نہیں، مشکل سے پریشاں ہونا
جانتا ہوں ترا نزدیکِ رگِ جاں ہونا

دولتِ عشق کے حق دار ہمیں ٹھہرے ہیں
ساری مخلوق میں اچھّا رہا انساں ہونا

شافعِ حشر کے دامن میں جگہ پاؤں گا
آئے گا کام شہِ دیں کا ثنا خواں ہونا

رحم آتا ہے اُنھیں بے سرو سامانوں پر
سرو ساماں ہے مرا بے سرو ساماں ہونا

جوش میں لائے گا دریائے کرم کو اُن کے
آپ کا اپنے گناہوں پہ پشیماں ہونا

وہ مرے حالِ پریشاں پہ اگر راضی ہیں
مشکلوں سے کوئی کہہ دے کہ نہ آساں ہونا

ہو تمنّا کسی منصب کی اگر اے حامدؔ
پہلے لازم ہے غلامِ شہِ ذیشاں ہونا

لب پہ جب اُن کی نعت ہوتی ہے
وجد میں کائنات ہوتی ہے

جس کے سننے سے دل نہیں بھرتا
وہ مدینے کی بات ہوتی ہے

اُن کے گیسو و رُخ کے صدقے میں
دن نکلتا ہے، رات ہوتی ہے

زندگی اُن پہ کیا نثار کروں
زندگی بے ثبات ہوتی ہے

جس میں شامل نہ ہو رضا اُنؐ کی
ایسی بازی میں مات ہوتی ہے

اُن کی چشمِ کرم کے صدقے میں
عاصیوں کی نجات ہوتی ہے

بے قراری کو کیوں قرار آیا
کیا مدینے کی بات ہوتی ہے

آپ ہوتے ہیں جب سرِ بالیں
موت بھی وہ حیات ہوتی ہے

کس قدر خوش نصیب ہوتے ہیں
آپؐ سے جن کی بات ہوتی ہے

آپ کا تذکرہ نہ ہو جس میں
رات وہ کوئی رات ہوتی ہے

درِ اقدس کی حاضری حامدؔ
صرف قسمت کی بات ہوتی ہے

میں ہوں مدّاحِ شاہِ دیں حامدؔ
بات میں میری بات ہوتی ہے

ہم جو نعتِ شہِ لولاک میں لب کھولیں گے
مرحبا صلِّ علیٰ جنّ و ملک بولیں گے

جاگنا حشر میں آرام سے ممکن ہوگا
سائے میں گنبدِ خضراء کے اگر سولیں گے

نگہہِ شوق مری، عرض تمنّا کو کرے
ہم زباں سے بھلا سرکار میں کیا بولیں گے

وہ فرشتے جنھیں سرکارؐ اجازت ہی نہ دیں
کیا سرِحشر مری فردِ عمل کھولیں گے

اپنے دامن پہ گناہوں کے بہت دھبّے ہیں
ہم مگر اشکِ ندامت سے اِنھیں دھولیں گے

آپؐ کے ہاتھ میں ہیں اِن کے تصدّق آقا
میری قسمت کے جو بل ہیں وہ یہی کھولیں گے

اس لیے قبر میں یاروں نے لٹایا ہے ہمیں
تازہ دم ہو کے اٹھیں گے جو یہاں سولیں گے

تو اگر جائے مدینہ تو بتا کر جانا
ہم بھی پیچھے ترے اے بادِ صبا ہولیں گے

دُرِ مقصود سے بھر جائے گا دامن حامؔد
یادِ سرکارِ دو عالمؐ میں اگر رو لیں گے

کچھ تو بتا صبا مرے آقا نے کیا کہا
جب تونے اُن سے حالِ دلِ مبتلا کہا

میں نے لیا جو نام رسالت مآبؐ کا
سنتے ہی سب فرشتوں نے صلِّ علیٰ کہا

کیا مظہرِ نظامِ جہاں اُن کے نام ہیں
شمس الضحیٰ کہا اُنھیں بدرُ الدُّجیٰ کہا

واللّیل کہہ کے زلف کی تعریف کی گئی
والشّمس جب کہا رُخِ خیرُ الوریٰ کہا

بہکا دیا خرد نے تو بس کہہ دیا بشر
کی رہ بری جنوں نے تو نورِ خدا کہا

صدیقؓ باوفا کا مقدر تو دیکھیے
قرآن نے رفیق شہِ دوسرا کہا

اصحابؓ باوفا کے چھڑے ہیں جو تذکرے
ایمان کو عمرؓ کے نبیؐ کی دُعا کہا

عثمانؓ کی حیا کا اگر تذکرہ کیا
آئینۂ جمالِ رُخِ مصطفٰے کہا

دروازہ شہرِ علم نبیؐ کا ہیں بوترابؓ
میں نے جو یہ کہا، تو نبیؐ کا کہا کہا

مدحت بیاں ہوئی ہے جہاں اہلِ بیت کی
اُن کو بہارِ باغِ رسولِ خدا کہا

ذکرِ خدا ہے آئینہ دارِ سکونِ قلب
بے شک نبیِ اُمّی نے بالکل بجا کہا

حامدؔ بس اس پہ کھُل گیا بابِ قبولیت
ہم نے درود پڑھ کے جو حرفِ دُعا کہا

آؤ سنائیں نعت نبیؐ کی
سن کے کلی کھل جائے جی کی

ذکر اُن کا ہر ذکر سے بہتر
پیاری باتیں پیارے نبیؐ کی

پہنچی ہے فردوس بریں تک
بات چلی جب اُن کی گلی کی

بخشیں گے وہ ساغرِ کوثر
داد ملے گی تشنہ لبی کی

خلوتِ جاں ہے جگ مگ جگ مگ
یاد آتی ہے کوئے نبیؐ کی

گُن گائیں صدیقؓ و عمرؓ کے
مدح کریں عثمانؓ و علیؓ کی

ایماں کو مہکائے ہوئے ہے
بادِ بہاری باغِ نبیؐ کی

غوثؓ کی میرے بات نرالی
شان انوکھی خواجہ جیؒ کی

جو اُن کے دامن سے بندھا ہے
اُس کو حاجت کیا ہے کسی کی

میں اوروں کی بات نہ جانوں
میں نے کہی ہے اپنے جی کی

حامدؔ کے ایمان میں شامل
الفت ہے یارانِ نبیؐ کی

بس تو بھٹک جاتا اے حامدؔ
اُنؐ کے کرم نے راہ بری کی

اُن کا ثانی کون، اُن کی بات اُن کی بات ہے
شافعِ محشر ہیں وہ بے مثل اُن کی ذات ہے

ذکر اِس دنیا کا ہو یا بات عقبیٰ کی چلے
میرے آقا کے کرم کی ہر جگہ برسات ہے

اُن کے جلوؤں سے منوّر جس کی ہے بزمِ خیال
کیسا اچھا دن ہے اُس کا کیسی اچھی رات ہے

میں گزر جاتا ہوں ہر طوفاں سے ہنستے کھیلتے
میں اکیلا کب ہوں آقاؐ کی عنایت سات ہے

اور نبیوں کو بھی ہے محبوب ذاتِ کبریا
آپؐ محبوبِ خدا ہیں آپؐ کی کیا بات ہے

اُن سے نسبت ہے غلامی کی تو میں ہوں سرفراز
ورنہ میں کیا اور حامدؔ کیا مری اوقات ہے

بات بگڑی ہوئی اِس طرح بنائی جائے
بزمِ نعتِ شہِ لولاک سجائی جائے

تحفہ جب بھیجے درودوں کا کوئی آقاؐ کو
اُس کی آواز میں آواز ملائی جائے

غیر ممکن ہے وہ رودادِ غمِ دل نہ سنیں
شرط یہ ہے کہ وہ اشکوں سے سنائی جائے

بزمِ ہستی کے اندھیروں میں اُجالے کے لیے
شمعِ عشقِ شہِ کونین جلائی جائے

حشر تک اُس کو نگاہوں میں بسائے رکھنا
قبر میں آپ کی صورت جو دکھائی جائے

دیکھا جائے اُسے، حامؔد جو مدینہ دیکھے
نگہِ شوق کی یوں پیاس بجھائی جائے

گمرہی کا جہاں احساس ستاتا ہے مجھے
نقشِ پا اُن کا وہیں راہ دکھاتا ہے مجھے

نام آقاؐ کا بُھلا دیتا ہے ہر رنج و الم
چین کی نیند شبِ غم میں سُلاتا ہے مجھے

آپؐ کی یاد کہ ہے وجہِ نشاطِ دل و جاں
آپؐ کا غم کہ ہر اِک غم سے بچاتا ہے مجھے

پا شکستہ ہوں میں، لیکن یہ مرا جذبۂ دل
قافلے والوں سے آگے لیے جاتا ہے مجھے

کاش ایسا ہو کہ میں قافلے والوں سے کہوں
دیکھو دیکھو وہ مدینہ نظر آتا ہے مجھے

اُن کی صورت نظر آئے گی اجالے ہوں گے
خوف کیوں ظلمتِ مرقد کا ستاتا ہے مجھے

ہے یقیں مجھ کو کہ جنّت میں جگہ پاؤں گا
اور واعظ ہے کہ دوزخ سے ڈراتا ہے مجھے

زائرِ طیبہ کے چہرے سے نظر کیسے ہٹے
اُس کی آنکھوں میں مدینہ نظر آتا ہے مجھے

قافلہ جاتا ہے جو سوئے حرم اے حامد
میری محرومی وہی یاد دلاتا ہے مجھے

نقدِ جاں دے کے غمِ عشق کو پانا ہے مجھے
سودا اس طرح جو ہو جائے تو سستا ہے مجھے

میرے اعمال تو محشر میں نہ کام آئیں گے
صرف آقا کی عنایت پہ بھروسا ہے مجھے

اُن کے در کے سوا پھیلائے ہوئے دستِ سوال
کوئی بتلائے کسی نے کہیں دیکھا ہے مجھے

میں علاجِ غمِ دل اور کسی سے چاہوں
کبھی بھولے سے خیال اِس کا نہ آیا ہے مجھے

رشک شاہوں کو بھی ہوتا ہے مری قسمت پر
یہ زمانہ جو غلام آپ کا کہتا ہے مجھے

کاش ایسا ہو کہ اک روز میں دنیا سے کہوں
میرے آقاؐ نے مدینے میں بلایا ہے مجھے

حسرتِ دیدِ مدینہ، تجھے اللہ رکھے
اب مدینہ ہی مدینہ نظر آتا ہے مجھے

میرا جینا، مرا مرنا ہو درِ اقدس پر
بہ جز اِس کے کوئی حسرت نہ تمنّا ہے مجھے

مجھ کو مل جاتا ہے بے مانگے ہوئے اے حامدؔ
مانگنے کا نہ ادب ہے، نہ سلیقا ہے مجھے

نعتِ سرکار ہم سناتے ہیں
جن کا کھاتے ہیں اُن کا گاتے ہیں

محفلِ نعت جو سجاتے ہیں
خُلد میں اپنا گھر بناتے ہیں

آپ جس وقت یاد آتے ہیں
ہم ہر اک غم کو بھول جاتے ہیں

کر کے ہم ذکر روئے انور کا
خلوتِ جاں کو جگمگاتے ہیں

اُن کے بختِ رسا کا کیا کہنا
لوگ جو اُنؐ کے در پہ جاتے ہیں

راستے، اُنؐ کی رہ گزر جو بنے
جگمگاتے تھے، جگمگاتے ہیں

مانگ لو اُن سے مانگنے والو
وہ زمانے کے کام آتے ہیں

حاصلِ زندگی ہیں وہ لمحے
جن میں سرکارؐ یاد آتے ہیں

آپ کا غم وہ غم ہے جس غم میں
ہم ہر اک غم کو بھول جاتے ہیں

وہ گدا ہوں کہ شاہ، اے حامد
درِ اقدس سے بھیک پاتے ہیں

میرے لب پہ جو اُن کی نعتیں ہیں
یہ سب اُن کے کرم کی باتیں ہیں

یاس و حرماں کی وارداتیں ہیں
ساتھ ہی آس کی براتیں ہیں

سن کے خالق کو پیار آتا ہے
ایسی پیاری نبیؐ کی باتیں ہیں

بزمِ دل کیوں نہ جگمگا اُٹھے
حسنِ بدر الدّجیٰ کی باتیں ہیں

دن اگر ہیں تو دن مدینے کے
اور راتیں وہیں کی راتیں ہیں

کل سرِ حشر کام آئیں گی
میرے دیواں میں ایسی نعتیں ہیں

یاد ہے اُن کی، یادِ حق حامدؔ
اُن کی باتیں خدا کی باتیں ہیں

حضور شہر میں اپنے مرا بھی گھر کردو
طویل قصۂ فرقت ہے، مختصر کردو

نظامِ شمس و قمر پر ہے اختیار تمھیں
ہماری شامِ تمنّا کی بھی سحر کردو

میں بار بار کیے جاؤں ناز قسمت پر
تم ایک بار نگاہِ کرم اگر کردو

تمھارے در سے مجھے اِذنِ حاضری بھی ملے
بس اتنا میری غلامی کو معتبر کردو

یہ میرا دل جو مدینے کو روز جاتا ہے
زہے نصیب مجھے اِس کا ہم سفر کردو

شعورِ چشمِ تمنا کی لاج رہ جائے
حضورؐ جلوؤں کے قابل مری نظر کردو

ذرا بھی مجھ سے غلامی کا حق ادا نہ ہوا
قصور وار ہوں سرکارؐ ، در گذر کردو

دکھائی کچھ نہیں دیتا، بہت اندھیرا ہے
بھٹک رہا ہوں، مجھے اپنی راہ پر کردو

رسولِ پاک کا صدقہ یہ زندگی ہے، تو بس
اُنھیں کی یاد میں حامدؔ اِسے بسر کردو

میری بخشش کی ضمانت ہوگئی
ہیں جو اُن کے، اُن سے الفت ہوگئی

رونقِ کون و مکاں کچھ بھی نہ تھی
اُن کے قدموں کی بدولت ہوگئی

آپ کے جینے کا جو انداز تھا
پیروی اُس کی عبادت ہوگئی

لذّتِ سوزِ دروں کی خیر ہو
اب غمِ دوراں سے فرصت ہوگئی

یاد میں اُن کی بسر ہونے لگی
زندگی اب خوب صورت ہوگئی

اُن کا اندازِ کرم تو دیکھیے
مطمئن رہنے کی عادت ہوگئی

مجھ سا عامی اور اُن کا لطفِ خاص
دیکھنے والوں کو حیرت ہوگئی

ہم کو جینے کا سلیقہ آگیا
کیا عنایت سی عنایت ہوگئی

میری بخشش حشر میں ممکن نہ تھی
نعت گوئی کی بدولت ہوگئی

نعت ہے جن کی یہ اُن کا فیض ہے
شعر کی حامدؔ کے شہرت ہوگئی

میں بھی کبھی مدینے کو جاؤں خدا کرے
جاؤں تو پھر نہ لوٹ کے آؤں خدا کرے

میں میکدے میں دھوم مچاؤں خدا کرے
جو رند سو گئے ہیں جگاؤں خدا کرے

ہے آرزو کبھی یہ سعادت نصیب ہو
نعتِ نبیؐ، نبیؐ کو سناؤں خدا کرے

جاتی نہ ہو جو آپ کے کوچے کی سمت کو
اُس راہ پر قدم نہ بڑھاؤں خدا کرے

اُس در پہ سر جھکاؤں میں ہوش و خرد کے ساتھ
اور پھر کبھی نہ ہوش میں آؤں خدا کرے

جو کچھ ملے، ملے وہ تری بارگاہ سے
احسان غیر کا نہ اُٹھاؤں خدا کرے

سُن کر کہ میرے گھر مرے سرکار آئیں گے
میں اپنے گھر کو خوب سجاؤں خدا کرے

قاصد کو کیوں شریکِ غمِ دل بناؤں میں
خود اُن کو حالِ دل کا سناؤں خدا کرے

ہوں گنہ گار ہے قصورؔ مرا
پھر بھی رکھ لیں بھرم حضورؐ مرا

اس طرف بھی نگاہِ لطف و کرم
شیشۂ دل ہے چُور چُور مرا

آپؐ کا نام لوں تو بنتا ہے
کام بگڑا ہوا حضورؐ مرا

ساتھ چھوڑا ہے رہ بروں نے جہاں
کام آیا وہاں شعور مرا

عاجزی لے گئی کنارے تک
لے کے ڈوبا مجھے غرور مرا

یاد اُن کی رہی رفیق مری
جب نہ تھا کوئی دور دور مرا

وہ جو فہرست ہے غلاموں کی
نام اُس میں رہے حضورؐ مرا

جب وہ بخشے گا نعمتیں حامدؔ
حصّہ مل جائے گا ضرور مرا

یہ دل عشقِ نبیؐ کا آئنہ ہے
شعورِ زندگی کا آئنہ ہے

ہماری شاعری کا آئنہ ہے
یہ گھر نعتِ نبیؐ کا آئنہ ہے

کلام اللہ کو پڑھ کر تو دیکھو
نبیؐ کی زندگی کا آئنہ ہے

ہر اِک نقشِ قدم میرے نبیؐ کا
شعور و آگہی کا آئنہ ہے

جمالِ روے سرکارِ دو عالمؐ
کمالِ خالق کا آئنہ ہے

سقوطِ مسجد و محراب و منبر
ہماری بے حسی کا آئنہ ہے

یہ شب، زلفِ نبیؐ سے ہے عبارت
یہ دن، روے نبیؐ کا آئنہ ہے

کرو تعظیم اِس روشن جبیں کی
خدا کی بندگی کا آئنہ ہے

مری دیوانگی عشقِ نبیؐ میں
مری فرزانگی کا آئنہ ہے

یہ آنسو ہے مرے غم کی امانت
یہی آنسو خوشی کا آئنہ ہے

حفاظت کیجیے اس دل کی حامدؔ
یہ دل کب ہے، کسی کا آئنہ ہے

باعثِ کُن فکاں مرے آقاؐ
رونقِ دو جہاں مرے آقاؐ

مَیں زمیں ، آسماں مرے آقاؐ
میں کہاں اور کہاں مرے آقاؐ

ہر کلی میں مہک پسینے کی
گلستاں گلستاں مرے آقاؐ

میں ہوں ادنیٰ سا مانگنے والا
بخششوں کا جہاں مرے آقاؐ

ایک سے ایک ہے حسیں لیکن
آپؐ جیسا کہاں مرے آقاؐ

راز جتنے بھی ہوں مشیّت کے
آپ پر ہیں عیاں مرے آقاؐ

آپؐ کا شہر آپؐ کی گلیاں
رشکِ باغِ جناں مرے آقاؐ

آپ کا نقشِ پا ہو جس کو نصیب
وہ جبیں کہکشاں مرے آقاؐ

دوستوں کا تو ذکر ہی کیا ہے
دشمنوں کی اماں مرے آقاؐ

ہے قیامت کا دن، قیامت کا
لاج رکھنا وہاں مرے آقاؐ

نعت آپؐ کی زباں پہ ہے میری
مجھ پہ ہیں مہرباں مرے آقاؐ

دھوپ ہی دھوپ ہو جہاں حامدؔ
ہیں وہاں سایباں مرے آقاؐ

اُن کا دامن پائیں گے ہم اِن شاءَ اللہ، اِن شاءَ اللہ
قسمت پر اِترائیں گے ہم اِن شاءَ اللہ، اِن شاءَ اللہ

سوے مدینہ جائیں گے ہم اِن شاءَ اللہ، اِن شاءَ اللہ
دل کی مرادیں پائیں گے ہم اِن شاءَ اللہ، اِن شاءَ اللہ

دل کش دل کش، پیارے پیارے، گنبدِ خضرا کے نظّارے
آنکھوں میں بھر لائیں گے ہم اِن شاءَ اللہ، اِن شاءَ اللہ

اُن سے جئیں گے اُن پہ مریں گے، سوزِ محبت عام کریں گے
پھر اُن کے کہلائیں گے ہم اِن شاءَ اللہ، اِن شاءَ اللہ

قبر میں جب پوچھیں گے فرشتے، نامِ نبیؐ ہم بتلا دیں گے
چین سے پھر سو جائیں گے ہم اِن شاء اللّٰہ، اِن شاء اللّٰہ

آئیں گے بن کر حشر میں رحمت، سر پر ہوگا تاجِ شفاعت
اُن کے صدقے جائیں گے ہم اِن شاء اللّٰہ، اِن شاء اللّٰہ

غیر کی جس دم پُرسش ہوگی ہم پہ کرم کی بارش ہوگی
رحمت سے ڈھک جائیں گے ہم اِن شاء اللّٰہ، اِن شاء اللّٰہ

نعت سنائیں گے حامدؔ کی، بات بتائیں گے حامدؔ کی
روضے پر جب جائیں گے ہم اِن شاء اللّٰہ، اِن شاء اللّٰہ

اظہارِ آرزو کا سلیقہ نصیب ہو
آقاؐ بلالؓ کا لب و لہجہ نصیب ہو

اصحابِؓ باوفا کا اُتارا ملے مجھے
سرکار اہلِ بیت کا صدقہ نصیب ہو

زندہ رہوں تو آپ کی خاطر ہو زندگی
جب موت آئے، دین پر مرنا نصیب ہو

جائے پناہ جب نہ قیامت میں ہو کہیں
دامن میں آپ کے مجھے چھپنا نصیب ہو

ہم بھی پڑے ہیں راہ میں اے مخزنِ کرم
ہم کو بھی اپنی آل کا صدقہ نصیب ہو

اُن کا کرم ہے عام زمانے کے واسطے
قسمت کی بات ہے، جسے جتنا نصیب ہو

جو بات اُن کو بھائے کروں اُس کی آرزو
اُن کو پسند آئے وہ جذبا نصیب ہو

روضے کی دید ہوگئی اب آرزو یہ ہے
دیدارِ چہرۂ شہِ والا نصیب ہو

مجھ کو بلا لیا یہ کرم ہے حضورؐ کا
بچوں کو بھی مرے یہاں آنا نصیب ہو

حامدؔ پہ اُن کے لطف و عنایات دیکھ کر
دشمن بھی چاہتے ہیں کہ ایسا نصیب ہو

اک ہم ہی نہیں اُن کے جلووں کے تمنّائی
خالق بھی ہے خود اپنی تخلیق کا شیدائی

یہ بزم معطّر ہے ذکرِ شہِ بطحا سے
کیا بادِ صبا خوشبو طیبہ سے اُڑالائی

اُن سا نہ ہوا کوئی اُن سا نہ کوئی ہوگا
اللہ رے یکتا کے محبوب کی یکتائی

کونین میں جو کچھ ہے، سب اُن کے تصرف میں
ہیں عرش و زمیں کوچے، فردوس ہے انگنائی

جذبہ ہو اگر صادق ، اور اُن کا کرم بھی ہو
جلوے ہی کریں گے خود نظروں کی پذیرائی

آقاؐ کی غلامی کے آداب تو آجائیں
پھر کیجیو اے حامدؔ اُس در پہ جبیں سائی

بھیک اُس درِ اقدس سے بے عرضِ طلب پائی
ہم نے تو کہیں حامدؔ جھولی نہیں پھیلائی

آگے سے جہاں رستہ آسان ہے منزل کا
رحمت مجھے آقاؐ کی اُس موڑ پہ لے آئی

محبوب بھی پیارا ہے محبوب کی نگری بھی
اللہ نے قرآں میں دونوں کی قسم کھائی

پوچھا جو کسی نے کیا جنّت کا تصوّر ہے
آنکھوں میں مدینے کی تصویر اُبھر آئی

میں ہوں، درِ اقدس ہے، اور سامنے جالی ہے
اے چشمِ تمنّا لے، اب تو تری بن آئی

جس دن سے مجھے قسمت لائی ہے مدینے سے
کب چین سے دن گزرا کب رات کو نیند آئی

ہم عرضِ وفا حامد کرتے ہیں نگاہوں سے
کس کو درِ اقدس پر ہے جرأتِ گویائی

حسرتِ دید کا اِس طرح مداوا کرنا
جس نے دیکھا ہے مدینہ اُسے دیکھا کرنا

عقل کہتی ہے علاجِ غمِ دل ہو جائے
لذّتِ درد یہ کہتی ہے نہ اچھّا کرنا

اُن کی رحمت ہو تو بخشش کی کوئی بات بنے
ورنہ اعمال پہ کیا اپنے بھروسا کرنا

وہ بھلا اپنی عنایت میں کمی رکھیں گے؟
بھول کر بھی نہ کبھی عرضِ تمنّا کرنا

کاش ہوں ہم بھی اُن اربابِ وفا میں شامل
جن کو آتا نہیں تقدیر کا شکوا کرنا

ظلمتِ قبر کا کیوں خوف ہے تم کو حامدؔ
روے اقدس کے تصوّر سے اُجالا کرنا

منگتا کا داتا سے ناتا، کل بھی تھا اور آج بھی ہے
اُن کے کرم میں میرا حصّہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

کوئی نہیں ہے، کوئی نہیں ہے، اُن کا ثانی کوئی نہیں
آقاؐ کے عشّاق کا دعویٰ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

آؤ آؤ راہ نوردو، منزل خود مل جائے گی
راہ نما وہ نقشِ کفِ پا، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

سایا نہیں تھا اُن کا زمیں پر، یہ تو دنیا جانتی ہے
لیکن ہم پر اُن کا سایا، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

رنگ بدلتی دنیا میں بھی، ہم نے تو یہ دیکھا ہے
اُن کا عاشق اُن پہ شیدا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

اُن سے محبّت کرنے والا، نام پہ اُن کے مرنے والا
سیدھا سچّا بھولا بھالا، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

کل درِ اقدس پر حاضر تھا، آج وہاں کی یادیں ہیں
میرا مقدر کتنا اچھّا، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

والدؒ نعت لکھا کرتے تھے، میں بھی ہوں مداحِ نبیؐ
حامدؔ میرے گھر میں اُجالا، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

بہر صورت نبیؐ کا چہرۂ انور چمکتا ہے
یہی مہرِ منوّر اور قمر بن کر چمکتا ہے

اندھیروں کا گزر اپنے جہاں میں غیر ممکن ہے
تصوّر میں ہمارے روضۂ انور چمکتا ہے

نبیؐ کی یاد سے وہ روشنی ہے حجرۂ جاں میں
کہ اُن کی نعت لکھتا ہوں تو سارا گھر چمکتا ہے

نبیؐ کی نعت کا ہر لفظ اُن کے نور کے صدقے
جہانِ شعر میں بن کر مہ و اختر چمکتا ہے

مرے آقاؐ کی بستی کے ستاروں کا تو کیا کہنا
وہاں کے خاک کا ذرّہ قمر بن کر چمکتا ہے

نبیؐ کے نام لیوا کی الگ پہچان رہتی ہے
غلامِ ساقیِ کوثر لبِ کوثر چمکتا ہے

نبیؐ کا حسن ہی ہے باعثِ ارض و سما حامدؔ
اُنھیں کے نور سے ہستی کا ہر منظر چمکتا ہے

یہ اشعار محترم المقام قاضی محمدؐ افضل بیابانی مدظلہ، کے دولت کدے پر موئے مبارک کی زیارت میں پڑھے گئے۔

موئے اقدس کی دید ہوتی ہے
ہم غریبوں کی عید ہوتی ہے

کیوں نہ قطرے سکون دیں اُن کو
پیاس جن کی شدید ہوتی ہے

بیمارِ محبت کو حاصل اس طرح دوا ہو جاتی ہے
کشتی کو کنارا ملتا ہے، ایماں کی جِلا ہو جاتی ہے

سرکارؐ کے موئے اقدس کی کرنے سے زیارت اے حامدؔ
آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں تجدیدِ وفا ہو جاتی ہے

عازمِ حرمِ پاک سے

خدا تم کو اپنی حفاظت میں رکھے
دیارِ حبیبِ خدا جانے والو

دعاؤں میں اپنی ہمیں یاد رکھنا
دعاؤں کا اپنی صلہ پانے والو

تضمین بر کلام مدّاحِ رسولِ کریم حضرتِ رؤف امروہوی علیہ الرحمۃ

اپنے لطفِ خاص سے کر دیجیے ایسا مجھے
دیکھنے والے کہیں بس آپ کا شیدا مجھے
بادشاہانِ جہاں سے واسطہ کیسا مجھے

طالبِ جنّت سے کیا نسبت شہِ بطحا مجھے
اُس کو کچھ دو، لیکن اپنی زلف کا سودا مجھے

نام لیوا میں تمھارا خود کو کہلاؤں تو کیا
اس طرح اپنے دلِ ناداں کو بہلاؤں تو کیا
عشقِ شاہِ دیں کے دعوے پر میں اِتراؤں تو کیا

اپنے منھ سے میں تمھیں آقا کہے جاؤں تو کیا
بات تو جب ہے کہ تم بھی مان لو بندا مجھے

میرے دل کی آرزو پوری کر اے پروردگار
میری نظریں ڈھونڈتی ہیں اپنے آقا کا دیار
بس یوں ہی آئے گا میری بے قراری کو قرار

روح قالب سے جدا ہو کر اُڑے پروانہ وار
دور سے آئے نظر جب گنبدِ خضرا مجھے

ہوں غمِ فرقت کا مارا ہجر کا آفت زدہ
پھر بھی بتلائے کوئی میں نے کبھی شکوہ کیا
ہاں بس اتنا عرض کرنا اُن سے اے بادِ صبا

زندگی ہو جائے کیسے ہی بسر لیکن شہا
ہو دمِ آخر میسّر آپ کا جلوا مجھے

جو نہ ہرگز چاہیئے لوگوں کو وہ چاہا کریں
بے بھروسا زندگی کا مستقل پیچھا کریں
مدّعا کو اور دعا کو رات دن رسوا کریں

لوگ جینے کی دعائیں روز و شب مانگا کریں
میری حسرت ہے کہ آئے آپ پر مرنا مجھے

عابدِ آشفتہ سر کا ہے یہی دیں اے رؤف
چاہنے والے نبیؐ کے ہیں خدا بیں اے رؤف
اُن کی چشمِ لطف نے غم خواریاں کیں اے رؤف

اس سے پہلے سیکڑوں بیماریاں تھیں اے رؤف
دردِ فرقت نے نبیؐ کے کر دیا اچھا مجھے

۲۰ مئی ۱۹۹۵ء کو شکاگو میں اپنے پہلے مجموعۂ کلام "مدحت کے پھول" کی رسمِ اجرار کے موقع پر کہے گیے۔

واہ کیا شانِ مصطفائی ہے
بزمِ کونین جگمگائی ہے

درِ اقدس سے آشنائی ہے
یہ مرے بخت کی رسائی ہے

وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا
اُن کے صدقے میں یہ خدائی ہے

ہے تصوّر میں گنبدِ خضرا
دلِ بے تاب کی بن آئی ہے

ہوگئیں میری مشکلیں آساں
جب کہا یا نبیؐ دہائی ہے

اپنی قسمت پہ کیوں نہ اِترائیں
جن کو حاصل تری گدائی ہے

ہم سے بگڑی بنی بنائی بات
تم نے بگڑی ہوئی بنائی ہے

رحمتِ حق ہے گوش بر آواز
نعتِ سرکارؐ لب پہ آئی ہے

ہوں گرفتارِ گیسوے والا
یہ اسیری نہیں رہائی ہے

اُن کی "مدحت کے پھول" ہیں جن سے
آج کی بزم یہ سجائی ہے

ہو رہی ہے یہ "بارشِ افضال"
میرے دیواں کی رونمائی ہے

اللہ اللہ میرا "جذبِ سخن"
اُن کی مدحت سے آشنائی ہے

"توشۂ آخرت" کہو اس کو
عمر بھر کی یہی کمائی ہے

اُن کا مدّاح بن گیا حامدؔ
خوبیِ بخت رنگ لائی ہے

منقبت امیرالمومنین سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

کچھ اس طرح شبِ ہجرت کی بات ہوتی ہے
کلامِ حق میں رفاقت کی بات ہوتی ہے

ہے آج حضرتِ صدیقِ یارِ غارؓ کا ذکر
رفیقِ ختمِ رسالت کی بات ہوتی ہے

اُنھیں کے نام کی قسمیں تو لوگ کھاتے ہیں
اگر کہیں بھی صداقت کی بات ہوتی ہے

ہیں اُن کے نام کے بعد، اور نام ہیں جتنے
کبھی جو دین کی خدمت کی بات ہوتی ہے

اُنھیں کی سارا زمانہ مثال دیتا ہے
جو دوستوں میں محبّت کی بات ہوتی ہے

ملائکہ نے بھی کمبل سیے ہیں کانٹوں سے
فلک پہ اُن کی شباہت کی بات ہوتی ہے

اُنھیں کے نام سے ہوتی ہے ابتداء حامؔد
اگر نبی کی خلافت کی بات ہوتی ہے

منقبتِ امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

مجھ سے پوچھو میں بتاؤں عظمتِ شانِ عمرؓ
تھا رسولِ پاک کو درکار ایمانِ عمرؓ

مجھ کو بھی قدرت ملے گنجینۂ الفاظ پر
منقبت میں بھی لکھوں اِک روز شایانِ عمرؓ

اہلِ ایماں کے دلوں میں ہے محبّت موجزن
کفر کے سینے میں پیوستہ ہے پیکانِ عمرؓ

شافعِ روزِ جزا نے لے لیا آغوش میں
حشر میں اِس شان سے آئے غلامانِ عمرؓ

سارِیہؓ کو جا کے پہنچائی صدا فاروقؓ کی
اللہ اللہ تھی ہوا بھی زیرِ فرمانِ عمرؓ

حضرتِ فاروقِ اعظمؓ واقفِ شانِ علیؓ
اور علیِ مرتضیٰ ہیں مرتبہ دانِ عمرؓ

مدحتِ سرکارِ دو عالمؐ کا صدقہ دیکھیے
محفلِ ایماں میں حامدؔ ہے ثنا خوانِ عمرؓ

منقبت امیرالمومنین سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہٗ

جس کو دے اللہ اُلفت حضرتِ عثمان کی
بس وہی سمجھے گا عظمت حضرتِ عثمان کی

یہ حقیقت اہلِ ایماں کے دلوں سے پوچھیے
حاصلِ ایماں ہے چاہت حضرتِ عثمان کی

بیعتِ رضواں سے یہ دنیا پہ ظاہر ہوگیا
بیعتِ سرکارؐ، بیعت حضرتِ عثمان کی

اُس کے حامی حشر کے دن سرورِ کونینؐ ہیں
جس کو حاصل ہے حمایت حضرتِ عثمان کی

اللہ اللہ اُن کی ممنونِ کرم دنیا بھی ہے
دین کے کام آئی دولت حضرتِ عثمانؓ کی

جامعِ قرآں کا قرآں سے شغف تو دیکھیے
ثبت ہے اُس پر شہادت حضرتِ عثمانؓ کی[1]

دولتِ دنیا سے حامدؔ دل غنی کیسے نہ ہو
اس میں رکھتا ہوں محبت حضرتِ عثمانؓ کی

[1] مصحفِ عثمان کا جو نسخہ ہسٹری میوزیم تاشقند میں محفوظ ہے اُس میں آیت کریمہ کے ان الفاظ پر حضرت عثمانؓ کے خون کی چھینٹیں آج تک دیکھی جا سکتی ہیں۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ

منقبتِ امیرالمومنین سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ

خیبر شکن ہیں آپ تو شیرِ خدا کہا
مشکل میں کام آئے تو مشکل کشا کہا

مولا کہا امیر کہا مرتضےٰ کہا
جو بھی کہا ہے میں نے، نبیؐ کا کہا کہا

مجھ کو غرض نہیں اُنھیں دنیا نے کیا کہا
میں نے تو اُن کو درد کی اپنے دوا کہا

لو میں نے اک نجات کی صورت نکال لی
اُن کو حبیبِ شافعِ روزِ جزا کہا

دیکھا اُنہیں جو چشمِ حقیقت شناس نے
آئینہ جمالِ رُخِ مصطفےٰ کہا

حامد پڑھا قصیدہ جو محفل میں آپ نے
جس نے بھی صدقِ دل سے سنا مرحبا کہا

منقبتِ حضرت امیرالمومنین اسداللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہٗ

سرشار ہے جو عشق شہِ بوترابؓ میں
وہ معتبر ہے چشمِ رسالت مآبؐ میں

ملتی نہ کیسے منزلِ عرفان و آگہی
میں نے علی کا نام پڑھا ہے کتاب میں

مخمور ہر گھڑی مے حبِّ علی سے ہوں
پیتا نہیں ضرور شبِ ماہ تاب میں

ڈھونڈا بہت مگر کوئی تم سا نہ مل سکا
لانا پڑا تمھیں کو تمھارے جواب میں

کیسا کھِلا ہوا ہے گلستانِ آرزو
کیا بس گئے ہیں وہ دلِ خانہ خراب میں

حامدؔ نظر پڑی جو رُخِ بوترابؓ پر
جچتا نہیں کوئی نگہِ انتخاب میں

زندگی کی شام بھی کتنی سُہانی شام ہے
جس کی آمد کے جِلو میں دید کا پیغام ہے

ساقیِ کوثرؐ کا صدقہ بٹ رہا ہے میکشو
آج میخانے میں سُنتے ہیں کہ اذنِ عام ہے

جس کے مولا ہیں نبیؐ، اُس کے علیؓ مولا بنے
یہ لبِ معجز نما کا کیا حسیں پیغام ہے

میرے آقا کی غلامی کے مزے تو دیکھیے
اَن گنت ہیں نعمتیں، انعام ہی انعام ہے

لاج رکھنا ہم سے منگتوں کی، ہے عادت آپ کی
اور قدموں پہ مچل جانا ہمارا کام ہے

کیوں نہ آئیں وہ مری مشکل کشائی کے لیے
وہ مرے آقا ہیں، اُن کا فیض فیضِ عام ہے

کیا مری بخشش میں اب بھی کوئی شک ہے دوستو
ہے خدا کی یاد دل میں، لب پہ اُن کا نام ہے

دے رہے ہیں معرفت کے جام بھر بھر کر مجھے
کہہ رہے ہیں مدح گوئی کا تری انعام ہے

دامنِ رحمت میں لیں گے جب گنہ گاروں کو وہ
بھول جائیں گے ہمیں حامدؔ، خیالِ خام ہے

سلام بحضور سیّد الشہداء حضرت حسین رضی اللہ عنہ

اللہ اللہ کیا حسیں مدّاح کی تقدیر ہے
مدح خوانی کے صلے میں خلد کی جاگیر ہے

آج محفل میں ملائک گوش برآواز ہیں
کیوں نہ ہوں میری زباں پر مدحتِ شبّیر ہیں

اے شہیدِ کربلا تیری شہادت کے طفیل
سوزِ عشقِ مصطفےٰ سینوں میں عالم گیر ہے

زندگی کی بات ہو یا مرحلہ ہو موت کا
ہر عمل شبّیر کا قرآن کی تفسیر ہے

راہِ حق میں سر کٹانا آج آساں ہو گیا
اہلِ ایماں کی نظر میں مسلکِ شبّیر ہے

دیکھنے والوں نے جب اکبر کو دیکھا تو کہا
ہو بہو یہ سرورِ کونینؐ کی تصویر ہے

ایک ننھے سے مجاہد کی شجاعت دیکھیے
لب پہ اصغرؓ کے تبسّم ہے، کھلی شمشیر ہے

جتنے اچھے کر دیے ہیں دردِ عصیاں کے مریض
خاکِ پاکِ عابدِ بیمار وہ اکسیر ہے

ہم اسیروں کے لیے بیڑی رہائی بن گئی
اپنی آزادی کی ضامن پاؤں کی زنجیر ہے

جس نے للکارا ہے ظالم کو بھرے دربار میں
دخترِ شیرِ خدا وہ زینبِ دل گیر ہے

سر برہنہ تو نہیں بازار میں سیدانیاں
سایہ افگن اُن کے سر پر چادرِ تطہیر ہے

شافعِ محشر کے گھر والوں کا صدقہ چاہیئے
پُرسشِ روزِ جزا کی فکر دامن گیر ہے

میں ہوں اے حامؔد غلام ابنِ غلامِ اہلِ بیتؓ
ناز کرتا ہوں مری تقدیر کیا تقدیر ہے!

منقبت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح

اِس طرح پیدا ہر اک مشکل میں آسانی کرو
حضرت غوث الورار کی منقبت خوانی کرو

آرزو دل میں اگر یہ ہے کہ سلطانی کرو
خواجۂ ہند الولیؒ کے در کی دربانی کرو

سرخروئی چاہیئے تم کو اگر کونین میں
اُن کے در پہ جا کے خاک آلود پیشانی کرو

عندلیبو آؤ یہ خواجہ کا اذنِ عام ہے
گلستانِ معرفت میں زمزمہ خوانی کرو

حق نے بھیجا ہے تمھیں مشکل کشائی کے لیے
دُور حضرت ہم غلاموں کی پریشانی کرو

اپنے پیرانِ طریقت سے محبت چاہیئے
چاہتے ہو آگ دوزخ کی اگر پانی کرو

بات تو جب ہے کہ مستقبل بناؤ تابناک
یہ بھی کیا ماضی کی ہردم مرثیہ خوانی کرو

راستوں کے پیچ وخم میں گمُ نہ ہوجانا کہیں
کاروانِ دل کی اے حامدؔ نگہبانی کرو

محترم ڈاکٹر حبیب الدّین احمد مدظلہٗ کے سعادتِ حج سے
بہرہ ور ہونے پر بطور مبارکباد کہے گئے۔

وہ سب کے ہیں حاجت روا، دیکھ آئے
تھے اک صف میں شاہ و گدا دیکھ آئے

قسم جس کی قرآں میں کھائی خدا نے
وہ شہرِ حبیبِ خدا دیکھ آئے

فرشتے جہاں دست بستہ کھڑے تھے
وہ دربارِ خیرالورا دیکھ آئے

جہاں کی زمیں رشکِ خلدِ بریں ہے
وہ کوچے، وہ شہرِ وفا دیکھ آئے

جہاں سے گزرتے تھے سرکار میرے
خوشا آپ وہ راستہ دیکھ آئے

جہاں ہر گھڑی عاصیوں کے سروں پر
برستا ہے ابرِ سخا دیکھ آئے

ہوا کس طرح دل کا ارمان پورا
اثر کیسے لائی دعا دیکھ آئے

ترستی تھیں جس کے نظارے کو نظریں
جو آنکھوں کا مقصود تھا دیکھ آئے

جسے دیکھنے سے ہوں بیمار اچھّے
مبارک وہ دار الشفا دیکھ آئے

رہ و رسمِ راہِ وفا سے گزر کر
حریمِ شہِ دوسرا دیکھ آئے

حبیبؔ آپ کو یہ سعادت مبارک
دیارِ حبیبِ خدا دیکھ آئے

دُعا کیجیے گا کہ حامدؔ بھی اک دن
درِ شاہِ خیر الورا دیکھ آئے

محترم المقام خواجہ ریاض الدّین عطشؔ مدظلّہٗ کے صاحبزادگان کی تقریب ولیمہ میں پڑھے۔

غمِ رسول اگر اپنا غم گسار رہے
ہمارا گردشِ دوراں پہ اختیار رہے

عذابِ قبر کا کھٹکا، نہ خوف محشر کا
نبیؐ کے چاہنے والوں میں گر شمار رہے

جہانِ عشق کے آداب ہی نرالے ہیں
جو ہوشیار نہیں تھے، وہ ہوشیار رہے

کبھی حوادثِ دنیا کا کچھ اثر نہ ہوا
وفا شعار ہمیشہ وفا شعار رہے

ہمیشہ سر پہ رہا اُن کے تاج عظمت کا
جو نیکیوں میں بزرگوں کے ورثہ دار رہے

شمار خواجہ عطشؔ کا اُسی گروہ میں ہے
سدا جو اپنے پرائے کا غم گسار رہے

خوشی میں ہم بھی جناب عطشؔ کی شامل ہیں
کہ رشتہ اِن سے محبّت کا استوار رہے

ترے حبیبؐ کی اولاد میں ہیں یہ شامل
تو کیوں نہ تیرا کرم اِن پہ کردگار رہے

عطشؔ کا باغ بزرگوں کے زیرِ سایہ ہے
تو پھر ہر ایک شجر کیوں نہ سایہ دار رہے

وہ کوئی فصل ہو، لیکن عطشؔ ترا گلشن
ہماری دل سے دعا ہے، سدا بہار رہے

ہر ایک چہرہ دمکتا رہے مسرت سے
ہر ایک دَور اِسی طرح سازگار رہے

نہ لکھتا کیسے بھلا نظمِ تہنیت حامؔد
عطشؔ کے اُس پہ کرم بھی تو بے شمار رہے

عزیزی نعمان بیگ سلّمہٗ، خلف الرشید جناب محترم لئیق بیگ صاحب مدظلّہ کی شادی خانہ آبادی کے موقع پر کہے۔

نعمان سے ادا ہوئی سنّت رسول کی
یارب اسے سند ملے حسنِ قبول کی

دنیا میں سرفراز جو آلِ لئیق ہیں
لائی ہے رنگ دیکھیے اُلفت رسول کی

ماں نے کہا یہ بیٹے کے سہرے کو دیکھ کر
مانگی تھی جو دعا وہ خدا نے قبول کی

تسکینِ قلب و روح کا سامان بن گیا
قسمت تو دیکھیے ترے سہرے کے پھول کی

نعمان خوش نصیب ہیں ایسی دلہن ملی
عفت ہے عائشہ کی، تو سیرت رسول کی

دولہا دولہن کی کیوں نہ معطر ہو زندگی
خوش بُو انہیں نصیب ہے طیبہ کے پھول کی

حامد پہ یہ کرم ہے خدائے کریم کا
کرتا ہے تہنیت میں بھی مدحت رسول کی

محترم المقام جناب سیّد جعفر محی الدین قادری مدظلہ العالی کے
نبیرہ عزیزی سید عکاشہ سلمہٗ کی رسمِ قرآن خوانی کی محفل میں پڑھے گئے۔

اللہ اس طرح انھیں عزّت عطا کرے
دنیا کے ساتھ دین کی دولت عطا کرے

عکّاشہ نام، نام یہ جن کے رکھا گیا
اللہ اِن کو اُن کی محبّت عطا کرے

دادا کی طرح مسندِ علم و عمل بھی دے
علمِ رسولِ پاک کی دولت عطا کرے

عکّاشہ یہ دعا ہے تمھارا ہر اک عمل
ماں باپ کے دلوں کو مسرت عطا کرے

سرمایہ دارِ دولتِ دینِ مبیں بنو
اللہ تم کو دولت وحشمت عطا کرے

اخلاق وہ ملے جو لبُھائے ہر اک کا دل
سب کو پسند آئے، وہ عادت عطا کرے

اللہ اُس کو غم کی کڑی دھوپ سے بچائے
دونوں جہاں میں سایۂ رحمت عطا کرے

یہ امّتِ رسول کا روشن چراغ ہو
اللہ اُس کو راہِ ہدایت عطا کرے

اللہ دے جبیں کو اگر ذوقِ بندگی
دل کو نبیؐ کے عشق کی دولت عطا کرے

اللہ سے دعا ہے کہ حامدؔ کو حشر میں
آلِ نبیؐ کے صدقے میں جنّت عطا کرے

محترم خواجہ ریاض الدّین عطّش مدّظلّہ کے اعزاز میں
منعقد ایک محفل میں پڑھے گئے۔

نمونہ خُلق و مروت کا ہیں جنابِ عطّش
جہان مہر و محبّت کا ہیں جنابِ عطّش

جو دیکھا اُن کو تو یاد آئی عظمتِ رفتہ
نشان اگلی شرافت کا ہیں جنابِ عطّش

⁘

نثر کی اِن سے آبرو باقی
شاعری اِن پہ ناز کرتی ہے

نام ہی کے نہیں ہیں یہ خواجہ
خواجگی اِن پہ ناز کرتی ہے

خیال آتے ہیں امواجِ بحر کے مانند
جنھیں میں شعر کی صورت بنا کے پڑھتا ہوں

نہ کیوں کلام سے اپنے ہوں مطمئن حامدؔ
کہ میں جنابِ عطشؔ کو سنا کے پڑھتا ہوں

حضرت نیاز گلبرگوی مدظلہ، کے اعزاز میں منعقد ایک محفل میں پڑھے گئے۔

کس درجہ خوش بیان جناب نیاز ہیں
بزمِ سخن کی جان جنابِ نیاز ہیں

اگلی شرافتوں کی نشانی کہو انھیں
مہر و وفا کی کان جنابِ نیاز ہیں

میں اپنی کہہ رہا ہوں، پتا غیر کا نہیں
مجھ پر تو مہربان جنابِ نیاز ہیں

قد آوری کو دیکھیے میدانِ شعر میں
ویسے تو دھان پان جنابِ نیاز ہیں

بازارِ شاعری کی بجا ہے اگر کہوں
چلتی ہوئی دُکان جنابِ نیاز ہیں

حامدؔ دیارِ غیر میں تنہا نہیں ہو تم
ہم فکر و ہم زبان جنابِ نیاز ہیں

حامدؔ نیاز مند فقط آپ ہی نہیں
ممدوحِ خاندان جنابِ نیاز ہیں

قطعات

(محترم حسن چشتی کے جشن میں پڑھے۔)

چشتی صاحب کے فن کی باتیں ہیں
یہ جنابِ حسن کی باتیں ہیں

رس گھلے کیوں نہ اپنے کانوں میں
ایک شیریں سخن کی باتیں ہیں

ایسے سخن کہ جانِ سخن ہو گئے ہیں آپ
اعمال ہیں حسیں تو حسن ہو گئے ہیں آپ

جب بھی ملے ہیں، آپ سے مہکے مشامِ جاں
سچ ہے کہوں جو بوئے وطن ہو گئے ہیں آپ

یہ دوستوں کے دوست بھلا کس طرح نہ ہوں
اِن کو ہر ایک شخص سے الفت ہے دوستو

دیکھا حسن کو ہم نے تو معلوم یہ ہوا
باقی ابھی جہاں میں مروّت ہے دوستو

ایثار و مروت کے طریقے بھی وہی ہیں
ہے شان وہ جو شان ہے اربابِ چمن کی

کر لیتے ہیں ہم فونِ حسن چشتی کو حامد
یاد آتی ہے جب بھی ہمیں یارانِ وطن کی

امیر احمد خسرو مرحوم کی یاد میں ایک جلسہ میں پڑھے گئے۔

کچھ پریشاں سے خیالات سرِ شام سے تھے
کچھ عجب طرح کے حالات سرِ شام سے تھے

دل تو بہلاتا تھا مجھ کو میں بہلتا ہی نہ تھا
کُنجِ تنہائی سے میں تھا کہ نکلتا ہی نہ تھا

پھر بھی دل لے کے مجھے شہر نگاراں میں گیا
گھومتا پھرتا جو میں صحنِ گلستاں میں گیا

دھیان آیا کہ وہ شاعر تو یہیں رہتا ہے
جس کے احساس میں اک شعلہ جبیں رہتا ہے

نیا انداز نیا طرزِ بیاں رکھتا تھا
اپنے منھ میں وہ اُجالوں کی زباں رکھتا تھا

اپنے کردار کا وہ شخص انوکھا سا تھا
وہ تو سورج کو ہتھیلی پہ لیے پھرتا تھا

خسروِ ملک سخن تھا وہ امیروں کا امیر
بلبلِ شیریں نوا اُس کے ترنّم کا اسیر

آئی آواز یہاں اب وہ نہیں رہنا ہے
آج کل شہرِ خموشاں میں کہیں رہتا ہے

ہے دُعا اُس کی لحد نُور سے معمور رہے
نشۂ عشقِ شہِ دیںؐ سے وہ مخمور رہے

رنگِ تغزّل

کیا جانیے کس رنگ پہ وہ آئے ہوئے ہیں
ہر روز نیا ایک ستم ڈھائے ہوئے ہیں

اے جذبۂ دل کچھ تو اثر تو بھی دکھا دے
وہ آج نہ آنے کی قسم کھائے ہوئے ہیں

ہے گردشِ دوراں کو بدلنے کا ارادہ
زُلفیں رُخِ روشن پہ وہ بکھرائے ہوئے ہیں

اک میں ہی پریشاں نہیں بربادیِ دل پر
خود وہ بھی پشیمان ہیں، گھبرائے ہوئے ہیں

وہ بھی تو ذرا اپنی اداؤں کی خبر لیں
ہم تو دلِ بے تاب کو بہلائے ہوئے ہیں

اُس شوخ کے انداز تو کل بھی تھے نرالے
پر آج تو کچھ اور غضب ڈھائے ہوئے ہیں

شاید مری آہوں کا اثر یاد نہیں ہے
وہ اپنی جفاؤں پہ جو اترائے ہوئے ہیں

سورج کوئی بتلائے کہ نکلا تھا کدھر سے
سنتا ہوں سرِشام سے وہ آئے ہوئے ہیں

وہ راہ پہ آ آ کے پلٹ جاتے ہیں حامد
میرے کسی دشمن کے جو بہکائے ہوئے ہیں

صورت پہ بھولے بھالوں کی جانا نہ بھائیو
ہم تو فریب کھا چکے پر تم نہ کھائیو

عزمِ جواں کو دوستو جب آزمائیو
تب بجلیوں کی زد پہ نشیمن بنائیو

حرفِ وفا کو اپنی زباں پہ نہ لائیو
دیکھو کہیں نہ خود کو تماشا بنائیو

جانا جو ہے ضرور پر اتنا رہے خیال
سورج ڈھلے سے پہلے ہی گھر لوٹ آئیو

ہر موڑ پہ یہاں ہیں لٹیرے چھپے ہوئے
راہِ وفا میں دیکھیو تنہا نہ جائیو

چاہا نہیں ہے تم کو بھلانے کے واسطے
تم سے جو ہو سکے تو مجھے بھول جائیو

سب لوگ دل کی موت پہ پُرسے کو آتے ہیں
تم سے بھی ہو سکے تو کسی روز آئیو

کیا جانے کب زمانہ بدل جائے ایک دم
حامدؔ کسی غریب کا دل مت دُکھائیو

جذبِ دل سے کام لو سوزِ نہاں پیدا کرو
نعت کہنی ہے تو کچھ حسنِ بیاں پیدا کرو

عظمتِ سرکارؐ کا دل میں نشاں پیدا کرو
دستو! فرشِ زمیں پر آسماں پیدا کرو

دور سمجھے ہو اُنھیں تو دوریاں کیسے نہ ہوں
وہ بہت نزدیک ہیں نزدیکیاں پیدا کرو

صبح ان کے واسطے ہو، شام ان کے واسطے
جس سے ہوں سرکارؐ خوش ایسا جہاں پیدا کرو

میرا ذمّہ ہے ہر اک درماندگی مٹ جائے گی
اُن کے اسمِ پاک سے تاب وتواں پیدا کرو

دونوں عالم کی بھلائی گر تمھیں مطلوب ہے
دِل میں حامدؔ عشق شاہِ انس وجاں پیدا کرو

جو مدّاحِ خیر الورا ہوگیا
وہ اللہ کا ہم نوا ہوگیا

جو دل عشق سے آشنا ہوگیا
وہ دل کب رہا آئینہ ہوگیا

خدا نے جسے نیک توفیق دی
غلامِ حبیبِ خدا ہوگیا

جہاں بھی چلے آپ سا ڈھونڈنے
وہیں آپ کا سامنا ہوگیا

اُدھر کے گنہ گار بخشے گئے
اشارہ جدھر آپ کا ہوگیا

بلاوا مدینے سے آتا نہیں
مری چشمِ تر تجھ کو کیا ہوگیا

یہ ذکرِ نبی یہ دھڑکنے لگا ہے
مرا دل بھی اب کام کا ہوگیا

ندامت کے آنسو بڑی چیز ہیں
بس اک اشک پر فیصلہ ہوگیا

یہ اُن کا کرم ہے جو اس نعت کا
ہر اک حرف حرفِ دعا ہوگیا

جو نام اپنا حامدؔ اُلٹ کر لکھا
تو مداحِ خیر الوریٰ ہوگیا

دل کے غنچے کِھلے یہی دن تھے
ہم مدینے میں تھے یہی دن تھے

قافلے اُن کے جاں نثاروں کے
سوئے طیبہ چلے یہی دن تھے

راستے جو حرم کو جاتے ہیں
جگمگانے لگے یہی دن تھے

حاصلِ زندگی ہیں جو لمحے
جب وہ لمحے ملے یہی دن تھے

ناز کرتے تھے اپنی قسمت پر
ہم بُرے تھے بھلے یہی دن تھے

زندہ رہنے کو چاہتا تھا جی
درِ اقدس پہ تھے یہی دن تھے

ہم نکمّے بھی اُن کی رحمت سے
تھے بڑے کام کے یہی دن تھے

نہیں آساں حریفِ رُخِ جاناں ہونا
تو مقابل نہ کہیں اے مہِ تاباں ہونا

یہ کرم کم تو نہیں مجھ پہ ترا دستِ جنوں
اُس کو بھاتا ہے مرا چاک گریباں ہونا

گر یہی حال رہا اُن کی نمک پاشی کا
دیکھ لینا مرے زخموں کا نمکداں ہونا

لے لیا ہم نے ہر الزام خود اپنے سر پر
کب گوارا تھا ہمیں اُن کا پشیماں ہونا

کاش ہوں ہم بھی اُن اربابِ وفا میں شامل
جن کو آتا نہیں شرمندۂ احساں ہونا

ایک دن اُن کو گلستاں میں ہنسی آئی تھی
آگیا غنچوں کو اُس روز سے خنداں ہونا

نہ گوارا تھا کبھی اور نہ گوارا ہوگا
میری خاطر تری زلفوں کا پریشاں ہونا

خاک میں مل کے اگر خاک ہی ہونا ہے تو پھر
باعثِ فخر ہے خاکِ درِ جاناں ہونا

شعر کہنے کا سلیقہ نہیں تجھ کو حامدؔ
کیا ضروری تھا سرِ بزم غزل خواں ہونا

ہم غلامانِ حسینؓ ابن علیؓ ہیں حامدؔ
ہم کو آتا نہیں مشکل میں پریشاں ہونا